وما آتاكم الرسول فخذوه
وما نهاكم عنه فانتهوا

الأربعين
فی آفات اللسان وعلاجها

چالیس احادیث
زبان کی آفات اور ان کا علاج

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ
وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

الأربعين
فی آفات اللسان وعلاجها

چالیس احادیث
زبان کی آفات اور ان کا علاج

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد

نام کتاب:	الأربعین فی آفات اللسان وعلاجها چالیس احادیث-زبان کی آفات اور ان کا علاج
ترتیب وتحریر:	ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی
اہتمام:	خانقاہ وجامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد
تعداد:	1100
اشاعتِ اول:	اکتوبر 2022 بمطابق ربیع الاول 1444ھ
اشاعتِ دوم:	اکتوبر 2024 بمطابق ربیع الثانی 1446 ھ

اللہ کے فضل وکرم سے، انسانی طاقت وبساط کے مطابق کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، تصحیح، طباعت اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں۔ ان شاءاللہ مستقبل میں مزید احتیاط کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہوئے ہماری سعی قبول فرمائے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

بلغ العُلیٰ بکمالِہ

کشفَ الدُجیٰ بِجمالِہ

حَسُنَتۡ جمیعُ خِصالِہ

صلُّوا علیہِ وآلِہ

بفیضانِ نظر

مجدد العصر، دلیل السبل، خزینۃ الاسرار، وارث النبی المختار وسیلۃ الطالبین، نقیب المحبوبین، محبوب السالکین، امام المتقین و صفوۃ العابدین، جلیس الرحمٰن، امام خراسان

حضرت اخوندزادہ پیر **سیف الرحمٰن** مبارک نور اللہ مرقدہ

بنظرِ کرم

غوث الزمان، محبوب امام خراسان، تاج الاولیاء، امام الاتقیاء زینۃ الاصفیاء طبیب ارواحنا و قلوبنا، سیدی و سندی، مرشدی و مولائی، وسیلتنا الی اللہ، شیخ المشائخ شیخ الطریقہ

حضرت **میاں محمد السیفی** الحنفی اطال اللہ حیاتہ

فہرست

تاثرات

استاذالکل رئیس المناطقہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی

صدر مدرس جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفرازالعلوم، ترنول، اسلام آباد

بانی و مہتمم دارالعلوم انوارِ رضا، راولپنڈی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مصنف علام کی تصنیفی میدان کی کاوشیں کافی تعداد میں اہل علم، صوفیاء ملت متلاشیان حق کی نظروں سے گزریں۔ جن سے متاثر ہو کر ایک معقول تعداد نے فائدہ اٹھانے کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ اس قسم کی جامع معقول تعداد کتب بیرون ممالک میں آپ کے متوسلین اور منتسبین، مریدانِ باصفا نے فائدہ اٹھایا۔ جو مختلف ممالک میں آپ کے وابستگان کے ذریعہ اشاعت اسلام کا سبب بنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید اس عنوان میں کامیابیاں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین ﷺ۔

میرے پاس اس وقت الأربعين فی آفات اللسان وعلاجها پیش نظر ہے۔ اور آپ نے اس عنوان پر بھی بڑے صفحات پر دلکش عنوان پر قلم اٹھایا۔ اس عنوان پر آپ نے اتنا کچھ لکھا جس پر مزید لکھنے کی نہ سکت نہ ہمت نہ ضرورت۔

شرکت برائے حصول برکت بخاری کی وہ حدیث جس میں تخفیف عذاب کا ذکر ہے کہ جب ان کی قبروں پر سرسبز ٹہنی کی تسبیح کی وجہ سے عذاب موقوف ہوا۔ جن احباب نے تخفیف عذاب کی سرکار ﷺ کے دستِ گرامی کی طرف منسوب کیا تو مَا لَمْ يَيْبَسَا[1] کی ضرورت کیا تھی۔

---

[1] صحیح بخاری، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْغِيبَةِ وَالْبَوْلِ، حدیث: 1378

سو حقیقت حال یہ ہے ان کی تسبیح کی وجہ سے عذاب کم ہوا تو کیا قرآن پڑھ کر ایصال کرنے سے تخفیف عذاب کیا نہ ہو گی۔ سو ایصال کا عمل مفید قرار دیا جائے گا۔ چہ جائیکہ اولیائے اکرام کی دعائیں انبیائے اکرام علیہم السلام اور رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفاعت سے بخشش ہو جانا اقرب الی اجابت ہے۔

سو یہ کتاب مبین جو تصنیف منیف ہے محترم شیخ طریقت عارف حقیقت جناب ڈاکٹر محمد سرفراز صاحب اس تصنیف اور دیگر تصانیف کے ذریعے اہل اسلام کی یہ خدمت قبول فرمائے اور مدتوں اہل اسلام اس آستانہ عالیہ سرفراز العلوم سے فائدہ اٹھائیں۔ ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد۔

یکے از طالبان طریقت

(مفتی) محمد سلیمان رضوی غفرلہ

دار العلوم انوار رضا راولپنڈی پاکستان

4 اکتوبر 2022ء بمطابق 7 ربیع الاوّل 1444ھ

میزانِ حروف: علامہ ملک محبوب الرسول قادری مدظلہ

مدیر اعلیٰ انوار رضا جوہر آباد، مدیر سوئے حجاز لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ علیٰ نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

زیرِ نظر کتاب چالیس احادیث: زبان کی آفات اور ان کا علاج کے عنوان پر ایک طبیب جسمانی وروحانی کی طرف سے کلام نبوی سے روح پرور انتخاب ہے۔ ہم تاریخ میں دیکھتے ہیں کہ بھوک اور پیاس سے نڈھال صحابہ کرام ایسے بھی تھے کہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوتے اور صحبتِ محبوبِ کبریا سے فیض یاب ہوتے ان کی بھوک اور پیاس اس مجلس بابرکت میں حاضری کے سبب مٹ جاتی۔ اللہ رب العالمین نے حضور خاتم الانبیاء وامام المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انس وجان اور قلوب وارواح کا طبیب بنایا ہے۔ آپ ﷺ جامع الصفات ہیں، انس وجان کے ظاہر وباطن کی اصلاح کرنا آپ ﷺ کا منصب جلیل ورفیع ہے۔

نیت ایک چھپا ہوا جذبہ ہے اور حق تعالیٰ شانہ نے اپنے حبیب پاک ﷺ، صاحب لولاک ﷺ، کو اس خفیہ وخفتہ جذبے کی اصلاح پر بھی مامور فرمایا کہ آپ مصلحِ اعظم ہیں۔

لفظ شریعت کا معنیٰ اہلِ لغت نے یہ بھی لکھا ہے بقول حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی:

رسول اکرم ﷺ نے امور دین میں اعتقاد، عمل، مال، نیت وعزیمت، اور امر ونہی کے متعلق، جو ارشاد فرمایا وہ شریعت ہے۔ اس دوسری جزو میں امور فقہ، احکام، اور جوارح سے عبادت کی مالی وجسمانی اقسام ہیں۔

اللہ رب العالمین نے برادر محترم، مخدوم گرامی حضرت ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی مجددی مدظلہ کو توفیق بخشی ہے کہ وہ اپنے اوقات کو قرآن وسنت کے انوار میں صرف کرنے سے مسرور رہتے ہیں۔ اور یہ توفیق من جانب اللہ ہی ہوتی ہے۔

دگرنہ اس دور میں بہت سارے منصب داروں کو اس موضوع کی طرف متوجہ ہونے کی بھی فرصت نہیں اور وہ نشان عبرت بنے بیٹھے ہیں۔ افسوس!

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

موصوف نے اب تک ڈیڑھ درجن کے لگ بھگ مجموعہ ہائے احادیث اربعین مرتب کر لیے ہیں، جو شائع ہو چکے ہیں۔ اور سالکین اور عامۃ الناس میں پذیرائی حاصل کر چکے ہیں۔ اس وقت

چالیس احادیث! زبان کی آفات اور ان کا علاج،، ہمارے پیش نظر ہے۔

پیشے کے اعتبار سے آپ ماہر ڈاکٹر ہیں اور عالمی افق پر اپنی خاصی پہچان رکھتے ہیں۔ مگر قدرت نے ان کو اسی شعبہ میں رکھ کر جہت بدل دی ہے۔ اور وہ رُوحانی امراض کے علاج کی طرف راغب ہیں۔ یہ سلسلہ آگے بڑھا اور وہ صاحبِ سلسلہ ہوئے اور آپ نے طالبینِ حق و سالکین کی اصلاحِ احوال کا منصب سنبھال لیا۔ اس اصلاح کے لیے وہ بارگاہ رسالتماب ﷺ سے تاثیر کی خیرات لینے کے لیے آگے بڑھے۔

صحبتِ کلام نبوی سے اکتسابِ فیض و برکت کیا، انوار رسالت سے کاسۂ قلب و روح کو معمور کر کے جناب رسالتِ پناہ ﷺ کی امت کی خوش بختیوں کی طرف لوٹے۔ ہماری نظر میں زیر نظر الاربعین فی امراض النیة وعلاجھا، کو جلد منظر پر آنا چاہیے تھا مگر دیر آید درست آید کے تحت الحمدللہ ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی صاحب نے آفاتِ لسان، کذب، غیبت، بہتان، چغلی و نمیمہ، فحش کلامی، امراض نیت اور ان کا علاج، نسبت اور صحبتِ مرشد کامل جیسے عنوانات قائم کر کے ان کی جرح و تصریح میں بہت ساری

جزئیات پر عام فہم اور سلیس کلام کیا،اور انکا یہ کلام ایک طبیب جسمانی و روحانی کی طرف سے طبیبِ کائنات ﷺ سے فیض یاب ہو کر عامۃ المسلمین کو یہ فیضان منتقل کرنا خاصی اہمیت کا حامل ہے۔

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے

چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

سرکار کریم ﷺ کرم فرمائیں، توجہ مرحمت فرمائیں اور اللہ رب العالمین ہمیں اپنی اور پوری امت کی اصلاحِ اعمال کی توفیق ارزانی فرمائے۔

آمین بجاہ سیدنا وامامنا وامام المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

ملک محبوب رسول قادری

مدیر اعلیٰ: سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد

مدیر: ماہنامہ سوئے حجاز لاہور

چیئرمین: اسلامک میڈیا انٹرنیشنل

4 ربیع الاول 1444ھ بمطابق 30 ستمبر 2022ء

حرف آغاز

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ مُحَمَّدُ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّم

اللہ عزوجل کے احسان عظیم کا شکر کس زبان سے ادا ہو، اور کس دل سے اس منعم تعالی کا اعتقاد کیا جائے، وہ اعضا کہاں ہیں جن سے اعمال حسنہ کے ساتھ اس نعمت عظمیٰ کا بدلہ ادا کر سکیں۔

اللہ عزوجل کے پیارے رسول، ہم سب کے نبی، افضل الانبیاء، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفی محبوب رب العالمین ﷺ دنیا میں شانِ رحمت اللعالمین کے ساتھ جلوہ افروز ہوئے۔

آپ ﷺ عالم ارواح میں بھی رحمت،

عالم دنیا میں میلاد ہوا تو بھی وجودِ رحمت،

عالم برزخ میں بھی ظہورِ شفاعت ورحمت،

اور روز قیامت تو ہے ہی ان کی شانِ رحمت کے اظہار کے لیے،

سیدی اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

فقط اتنا سبب ہے اِنعقادِ بزمِ محشر کا　　　　کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

آپ ﷺ کی رحمتوں اور کمالات میں ہر لمحہ اضافہ ہو رہا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہے گا ارشاد ربانی ہے

> وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى[1]
>
> ترجمہ: اور بیشک تمہارے لئے ہر پچھلی گھڑی پہلی سے بہتر ہے۔

[1] الضحیٰ، 4:93

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات وہ رحمتیں ہیں کہ جن کا پڑھنا، سننا اور عمل کرنا نجات آخرین ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَا، بَعَثَهُ اللهُ فَقِيهًا، وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا.[1]

ترجمہ: جس شخص نے میری امت کے لئے چالیس ایسی احادیث کو محفوظ کیا جن کا تعلق ان کے دین کے معاملہ سے ہو تو اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت فقیہ کے درجہ میں اٹھائے گا، اور روزِ قیامت میں اس کی شفاعت کرنے والا اور اس کے حق میں گواہی دینے والا ہوں گا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، ذَكَرَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَعَدَ عَلَى بَعِيرِهِ، وَأَمْسَكَ إِنْسَانٌ بِخِطَامِهِ أَوْ بِزِمَامِهِ قَالَ: أَيُّ يَوْمٍ هَذَا فَسَكَتْنَا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ سِوَى اسْمِهِ، قَالَ: أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: فَأَيُّ شَهْرٍ هَذَا فَسَكَتْنَا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، فَقَالَ: أَلَيْسَ بِذِي الحِجَّةِ قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ، بَيْنَكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ، فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسَى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ مِنْهُ[2]

ترجمہ: عبد الرحمن بن ابی بکرہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اونٹ پر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک شخص نے اس کی نکیل تھام رکھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا آج یہ کون

---

[1] مشکوۃ المصابیح، کتاب العلم، الرقم: 250

[1] صحیح بخاری، کتاب العلم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب مبلغ اوعی من سامع، حدیث: 67

سا دن ہے؟ ہم خاموش رہے، حتیٰ کہ ہم سمجھے کہ آج کے دن کا آپ کوئی دوسرا نام اس کے نام کے علاوہ تجویز فرمائیں گے (پھر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا آج قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا، ہاں بے شک۔ (اس کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم (اس پر بھی) خاموش رہے اور یہ (ہی) سمجھے کہ اس مہینے کا (بھی) آپ اس کے نام کے علاوہ کوئی دوسرا نام تجویز فرمائیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا، بے شک۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تو یقیناً تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری آبرو تمہارے درمیان اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کے دن کی حرمت تمہارے اس مہینے اور اس شہر میں ہے۔ پس جو شخص حاضر ہے اسے چاہیے کہ غائب کو یہ (بات) پہنچا دے، کیونکہ ایسا ممکن ہے جو شخص یہاں موجود ہے وہ ایسے شخص کو یہ خبر پہنچائے، جو اس سے زیادہ (حدیث کا) یاد رکھنے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ [1]

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

[1] الحشر، 07:59

اس فقیر نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور رسول اللہ ﷺ کی رحمت اور اپنے مرشد کریم کی نسبت کی برکت سے آپ ﷺ کے فرامین "اربعینات کے سلسلے" کو اکٹھا کرنے کی سعی کی ہے۔ اللہ عزوجل آپ ﷺ کی رحمت کے طفیل اسے ہمارے اور پڑھنے والوں کے لیے دنیاوی زندگی میں ہدایت اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم



الفقیر

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی عفی عنہ

أللّٰهم صل علىٰ محمد وعلىٰ أل محمد كما صليت علىٰ إبراهيم وعلىٰ أل إبراهيم إنك حميد مجيد أللّٰهم بارك علىٰ محمد وعلىٰ أل محمد كما باركت علىٰ إبراهيم وعلىٰ أل إبراهيم إنك حميد مجيد

چالیس احادیث

آفات اللسان

1. عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الجَنَّةَ[1]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو میرے لئے اس چیز کا ضامن ہو جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے اور اس چیز کا ضامن ہو جو اسکی دو ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اس کیلئے جنت کا ضامن ہوں۔

2. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ[2]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔

3. عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ وَقَاهُ اللهُ شَرَّ اثْنَيْنِ وَلَجَ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ لَا تُخْبِرْنَا فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ عَادَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُولَى فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ لَا تُخْبِرْنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ

[1] صحیح بخاری، كِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ، حدیث نمبر: 6474

[2] صحیح بخاری، كِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ، حدیث نمبر: 6475

رَسُولُ اللهِ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ أَيْضًا فَقَالَ الرَّجُلُ لَا تُخْبِرْنَا يَا رَسُولَ اللهِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ أَيْضًا ثُمَّ ذَهَبَ الرَّجُلُ يَقُولُ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُولَى فَأَسْكَتَهُ رَجُلٌ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ وَقَاهُ اللهُ شَرَّ اثْنَيْنِ وَلَجَ الْجَنَّةَ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ[1]

ترجمہ: حضرت عطابن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جسے اللہ ربّ العزت نے دو چیزوں کے شر سے بچالیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ہمیں بتائیں گے نہیں۔ نبی مکرم ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا پھر اپنے پہلے فرمان عالی شان کی طرح فرمایا اس شخص نے آپ ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ہمیں آگاہ نہیں فرمائیں گے نبی کریم ﷺ خاموش رہے پھر اسی طرح فرمایا اس شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ہمیں بتائیں گے نہیں پھر نبی محترم ﷺ نے اسی طرح فرمایا اس شخص نے اسی طرح عرض کی اس کے پہلو میں موجود شخص نے اسے خاموش کرایا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کے شر سے بچا لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا جو کچھ اسکے دو جبڑوں کے درمیان اور جو کچھ اسکی دو ٹانگوں کے درمیان ہے۔ جو کچھ اسکے دو جبڑوں کے درمیان اور جو کچھ اسکی دو ٹانگوں کے درمیان ہے۔ جو کچھ اسکے دو جبڑوں کے درمیان اور جو کچھ اسکی دو ٹانگوں کے درمیان ہے (تین دفعہ یہ ارشاد فرمایا)

4. حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ يَجْبِذُ لِسَانَهُ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَهْ غَفَرَ اللهُ لَكَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ هَذَا أَوْرَدَنِي الْمَوَارِدَ[2]

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی

[1] الموطأ امام مالك، بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُخَافُ مِنَ اللِّسَانِ، حدیث نمبر: 1813

[2] الموطأ امام مالك، بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُخَافُ مِنَ اللِّسَانِ، حدیث نمبر: 1814

اللہ عنہ حضرت اُبو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا رکیں اللہ ربّ العزت آپ کو معاف فرمائے حضرت اُبو بکر صدیق نے فرمایا اسی (زبان) نے مجھے ہلاکتوں میں ڈالا ہے"

5. عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا النَّجَاةُ قَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ[1]

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! نجات (کی صورت) کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اور تمہارا گھر تمہیں اپنے اندر سمالے (بغیر ضرورت گھر سے نہ نکلو) اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔

6. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَفَعَهُ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُولُ اتَّقِ اللهَ فِينَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَإِنْ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنْ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا[2]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انسان جب صبح کرتا ہے تو اس کے سارے اعضاء زبان کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں: تو ہمارے معاملے میں اللہ سے ڈر اس لیے کہ ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم سب بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

7. عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ يَتَكَفَّلْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَتَكَفَّلْ لَهُ بِالْجَنَّةِ[3]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'جو مجھ سے اپنی دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے بیچ کا ضامن ہو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔

[1] سنن ترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی حفظ اللسان حدیث نمبر: 2406

[2] سنن ترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی حفظ اللسان، حدیث نمبر: 2407

[3] سنن ترمذی، کتاب الزھد عن رسول اللہ ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ، حدیث نمبر: 2404

کذب (جھوٹ)

8. عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ الْأَسَدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الصُّبْحَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ بِالْإِشْرَاكِ بِاللهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ[1]

ترجمہ: حضرت خریم (بن اخرم بن شداد بن عمرو) بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی، پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا: جھوٹی گواہی کو شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ آپ نے تین بار یہ بات ارشاد فرمائی، پھر یہ آیت پڑھی: (وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ، حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ) ترجمہ: اور جھوٹی بات سے پرہیز کرو۔ اللہ کی توحید کو مانتے ہوئے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے۔

9. عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي، قَالَا: الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ، يَكْذِبُ بِالْكَذْبَةِ تُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الآفَاقَ، فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ[2]

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس آج رات خواب میں دو آدمی آئے انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے کسی شخص کو دیکھا تھا جس کا جبڑا چیرا جارہا تھا وہ کذاب تھا وہ جھوٹی بات بولتا ہے۔ اور وہ جھوٹ تمام دنیا میں پھیلا دیا جاتا ہے۔ قیامت تک اسی طرح اسکا جبڑا چیرا جاتا رہے گا۔

---

[1] سنن ابن ماجه، كِتَابُ الشَّهَادَاتِ، بَابُ شَهَادَةِ الزُّورِ، حدیث نمبر: 2372

[2] صحیح بخاری، کتاب الادب، بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ} وَمَا يُنْهَى عَنِ الْكَذِبِ حدیث نمبر: 6096

10. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دے۔

11. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ[2]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے، کہا: مجھے تمہارے سامنے زیادہ احادیث بیان کرنے سے یہ بات روکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جس نے عمداً مجھ پر جھوٹ بولا وہ آگ میں اپنا ٹھکانا بنا لے۔

12. عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلاً، قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَكْذِبُ امْرَأَتِي يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لاَ خَيْرَ فِي الْكَذِبِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللهِ أَعِدُهَا وَأَقُولُ لَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لاَ جُنَاحَ عَلَيْكَ[3]

ترجمہ: حضرت صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا میں اپنی بیوی سے جھوٹ بول سکتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا جھوٹ میں کوئی بھلائی نہیں ہے اس شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا میں اس سے وعدہ کر سکتا ہوں اسے کچھ کہہ سکتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا تم پر کوئی گناہ نہیں۔

[1] صحیح مسلم، باب النهي عن الحديث بكل ما سمع، حدیث نمبر: 7

[2] صحیح مسلم، بَابٌ فِي التَّحْذِيرِ مِنَ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، حدیث نمبر: 3

[3] موطا امام مالك، كتاب الكلام، باب ما جاء في الصدق والكذب، حدیث نمبر: 1864

13. مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ قِيلَ لِلُقْمَانَ مَا بَلَغَ بِكَ مَا نَرَى يُرِيدُونَ الْفَضْلَ فَقَالَ لُقْمَانُ صِدْقُ الْحَدِيثِ وَأَدَاءُ الْأَمَانَةِ وَتَرْكُ مَا لاَ يَعْنِينِي [1]

ترجمہ: حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام سے یہ عرض کی گئی کہ آپ اس فضیلت (بلند منصب) پر کیسے پہنچے جسے ہم دیکھتے ہیں (یعنی انہوں نے ان کی قدر و منزلت کی رفعت کے بارے میں پوچھا) حضرت لقمان علیہ السلام نے فرمایا سچی بات کرنے امانت ادا کرنے اور لایعنی اُمور ترک کرنے کی وجہ سے۔

14. حَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَقُولُ: لَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ، وَتُنْكَتُ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ حَتَّى يَسْوَدَّ قَلْبُهُ كُلُّهُ، فَيُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ مِنَ الْكَاذِبِينَ [2]

ترجمہ: حضرت امام مالک تک یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور اس کے دل پر کالا نقطہ لگتا رہتا ہے حتی کہ اسکا سارا دل تاریک ہو جاتا ہے اور اللہ ربّ العزت کہ ہاں اسے جھوٹوں میں لکھا جاتا ہے

15. عن صفوان بن سليم رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا فَقَالَ: نَعَمْ، فَقِيلَ لَهُ: أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا فَقَالَ: نَعَمْ، فَقِيلَ لَهُ: أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا فَقَالَ: لَا. [3]

ترجمہ: حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ سے عرض کی گئی کیا مؤمن بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں آپ ﷺ سے عرض کی گئی کیا مؤمن بخیل ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں آپ ﷺ سے گزارش کی گئی کیا مؤمن کذاب ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔

---

[1] موطا امام مالک، کتاب الکلام، باب ما جاء فی الصدق و الکذب، حدیث نمبر: 17

[2] موطا امام مالک کتاب الکلام، باب ما جاء فی الصدق و الکذب، حدیث نمبر: 18

[3] موطا امام مالک کتاب الکلام، باب ما جاء فی الصدق و الکذب، حدیث نمبر: 19

16. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'سچ کو لازم کرلو، اس لیے کہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، آدمی سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں سچا لکھ دیا جاتا ہے، اور جھوٹ سے بچو، اس لیے کہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے، آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کی بارگاہ میں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

17. عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهِ[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو اس جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے فرشتہ اس سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

18. عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مَا كَانَ خُلُقٌ أَبْغَضَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْكَذِبِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُحَدِّثُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْكِذْبَةِ فَمَا يَزَالُ فِي نَفْسِهِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ مِنْهَا تَوْبَةً قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ[3]

[1] سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ، بابا ما جاء فی الصدق والکذب، حدیث نمبر: 1971

2 سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ، بابا ما جاء فی الصدق والکذب، حدیث نمبر: 1972

3 سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ، بابا ما جاء فی الصدق والکذب، حدیث نمبر: 1973

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ خصلت جھوٹ بولنا تھی جب کوئی آدمی نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں جھوٹ بول دیا کرتا تو نبی کریم ﷺ کے دل میں (اس کیلئے ناپسندیدگی کی کیفیت) رہتی یہاں تک کہ آپ ﷺ کو پتا چل جاتا کہ اس نے بعد میں توبہ کرلی ہے۔(تو اس کے بارے میں ناپسندیدگی ختم ہو جاتی۔)، امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

19. عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ[1]

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: 'جس نے میری طرف منسوب کرکے جان بوجھ کر کوئی جھوٹی حدیث بیان کی تو وہ دو جھوٹ بولنے والوں میں سے ایک ہے۔

20. عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ قَالَ قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَا حَفِظْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ وَإِنَّ الْكَذِبَ رِيبَةٌ[2]

ترجمہ: ابوالحوراء شیبان سعدی سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا چیز یاد کی ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ (فرمان) یاد کیا ہے کہ 'اس چیز کو چھوڑ دو جو تمہیں شک میں ڈالے اور اسے اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے، سچائی دل کو مطمئن کرتی ہے، اور جھوٹ دل کو بے قرار کرتا اور شک میں مبتلا کرتا ہے۔

[1] سنن ترمذی، ابواب العلم عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فیمن روی حدیثا وھو یری انہ کذب، حدیث نمبر: 2662

[2] سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول اللہ ﷺ، باب مِنْهُ، حدیث نمبر: 2518

21. عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَنْ تَزُولَ قَدَمَا شَاهِدِ الزُّورِ حَتَّى يُوجِبَ اللهُ لَهُ النَّارَ[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹی گواہی دینے والے کے قدم (حساب کتاب کے موقع پر) اپنی جگہ سے حرکت نہیں کریں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم واجب کردے گا۔

22. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْيَمِينُ الْفَاجِرَةُ تَدَعُ الدِّيَارَ بَلَاقِعَ[2]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جھوٹی قسم شہروں کو ویران کردیتی ہے۔

غیبت

23. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا الْغِيبَةُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ، قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ قَالَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ[3]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! غیبت (سے) کیا (مراد) ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "تمہارا اپنے بھائی (کی اس چیز) کا ذکر کرنا جو اسے ناپسند ہو۔ عرض کی گئی اس بارے میں آپ کی کیارائے ہے کہ جو بات میں نے کی اگر وہ میرے بھائی میں موجود ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا "اگر اس میں وہ بات موجود ہو اور تم کہو تو تم نے اسکی غیبت کی۔ اگر تم کوئی ایسی بات کہو جو اس میں موجود نہ ہو، تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔"

---

[1] سنن ابن ماجه، کتاب الأحکام، بَابُ شَهَادَةِ الزُّورِ، حدیث نمبر: 2373

[2] مسند الشهاب، باب الْيَمِينُ الْفَاجِرَةُ تَدَعُ الدِّيَارَ بَلَاقِعَ، حدیث نمبر: 255

[3] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبة، حدیث نمبر: 4874

24. عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ صَعِدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَنَادَى بِصَوْتٍ رَفِيعٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الْإِيمَانُ إِلَى قَلْبِهِ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تُعَيِّرُوهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ تَتَبَّعَ اللهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ قَالَ وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا إِلَى الْبَيْتِ أَوْ إِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللهِ مِنْكِ[1]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے، بلند آواز سے پکارا اور فرمایا: اے ان لوگوں کے گروہ جنہوں نے زبان سے اسلام لایا اور یہ ان کے دلوں تک نہیں پہنچا۔ مسلمانوں کو تکلیف مت دو، ان کو عار مت دلاؤ اور ان کے عیب نہ تلاش کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب ڈھونڈتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عیب ظاہر کر دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ جس کے عیب ظاہر کر دیتا ہے، اسے رسوا و ذلیل کر دیتا ہے، اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہو۔ راوی (نافع) کہتے ہیں: ایک دن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خانہ کعبہ کی طرف دیکھ کر کہا: کعبہ! تم کتنی عظمت والے ہو! اور تمہاری حرمت کتنی عظیم ہے، لیکن اللہ کی نظر میں مومن (کامل) کی حرمت تجھ سے زیادہ عظیم ہے۔

25. عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ حَكَيْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَجُلًا فَقَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنِّي حَكَيْتُ رَجُلًا وَأَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ صَفِيَّةَ امْرَأَةٌ وَقَالَتْ بِيَدِهَا هَكَذَا كَأَنَّهَا تَعْنِي قَصِيرَةً فَقَالَ لَقَدْ مَزَجْتِ بِكَلِمَةٍ لَوْ مَزَجْتِ بِهَا مَاءَ الْبَحْرِ لَمُزِجَ[2]

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ

[1] سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی تعظیم المؤمن، حدیث نمبر: 2032

[2] جامع ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ ﷺ، باب منہ حدیث نمبر: 2502

کے سامنے ایک شخص کی نقل کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ پسند نہیں کہ میں کسی انسان کی نقل کروں اور مجھے اتنا اور اتنا مال ملے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ! بے شک حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ایسی عورت ہیں، اور اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا، گویا یہ مراد لے رہی تھیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا قصیر القامت ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: 'بے شک تم نے اپنی باتوں میں ایسی بات ملائی ہے کہ اگر اسے سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو اس کا رنگ بدل جائے۔

26. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ، وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ[1]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جو اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل (علیہ السلام)! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ ہیں جو دوسرے لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں سے کھیلتے ہیں۔

27. عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : >يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ! لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ، وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعُ اللهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ يَتَّبِعِ اللهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي بَيْتِهِ۔[2]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے وہ لوگو جو اپنی زبانوں سے ایمان لائے ہو مگر ایمان ان کے دلوں میں نہیں اترا ہے! مسلمانوں کی بدگوئی نہ کیا کرو اور نہ ان کے عیبوں کے درپے ہوا کرو، بلاشبہ جو ان کے عیبوں کے درپے ہو گا اللہ بھی اس کے عیبوں کے درپے ہو گا۔ اور اللہ جس کے عیبوں کے درپے ہو گیا تو اسے اس کے گھر کے اندر رسوا کر دے گا۔"

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، حدیث نمبر: 4878

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، حدیث نمبر: 4880

28. عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ أَكَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ أَكْلَةً فَإِنَّ اللهَ يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنْ كُسِيَ ثَوْبًا بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ فَإِنَّ اللهَ يَكْسُوهُ مِثْلَهُ مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ فَإِنَّ اللهَ يَقُومُ بِهِ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[1]

ترجمہ: حضرت سیدنا مستورد (مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کی وجہ سے ایک لقمہ کھائے (اس کی غیبت کرے) تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اسی طرح کا لقمہ کھلائے گا۔ اور جس شخص کو کسی مسلمان کی جانب سے کپڑا پہنایا جائے (کسی مسلمان کی غیبت کرنے یا برائی بیان کرنے کی وجہ سے ایسا کیا جائے) تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اسی طرح کا کپڑا پہنائے گا۔ اور جو شخص کسی شخص کی وجہ سے کسی مقام پر کھڑا ہو جو دکھاوے اور ریاکاری کا مقام ہو اللہ قیامت کے دن اسے شہرت اور ریاکاری کے مقام پر کھڑا کرے گا (یعنی اسے دیے جانے والے عذاب کی شہرت ہو گی)۔

29. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ مَالُهُ، وَعِرْضُهُ، وَدَمُهُ، حَسْبُ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ۔[2]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ایک مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کا مال، عزت اور خون حرام ہے۔ آدمی کے برا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔"

30. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَارْتَفَعَتْ رِيحُ جِيفَةٍ مُنْتِنَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَتَدْرُونَ مَا هَذِهِ الرِّيحُ؟ هَذِهِ رِيحُ الَّذِينَ يَغْتَابُونَ الْمُؤْمِنِينَ[3]

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبة، حدیث نمبر: 4881

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبة، حدیث نمبر: 4882

3 مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابة، مسند جابر بن عبد الله رضی الله عنه، الرقم: 14370

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کیساتھ تھے تو ایک بدبودار مردار کی بو آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کیسی بدبو ہے (پھر فرمایا) یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مومنین کی غیبت کرتے تھے۔

31. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الَّذِي كَانَ يَغْتَابُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا، فَيُقَالُ لَهُ: كُلْ لَحْمَ أَخِيكَ مَيِّتًا كَمَا أَكَلْتَهُ حَيًّا قَالَ: فَإِنَّهُ لَيَأْكُلُهُ، وَيَصِيحُ، وَيَكْلَحُ[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قیامت کے دن) اس آدمی کو لایا جائے گا جو دنیا میں لوگوں کی غیبت کرتا تھا اور اس کو کہا جائے گا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا جس طرح تو نے اپنے زندہ بھائی کا گوشت کھایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو وہ اسکو کھائے گا اور چیخے گا اور مشکل میں ہوگا۔

بہتان

32. عَنْ أَبِي قِلَابَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى مِلَّةٍ غَيْرِ الإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ[2]

ترجمہ: حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ اصحاب شجر (بیعت رضوان کرنے والوں) میں سے تھے، انہوں نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اسلام کے سوا کسی اور مذہب پر قسم کھائے (کہ اگر میں نے فلاں کام کیا تو میں نصرانی

---

1 معجم الاوسط للطبرانی، باب المیم، من اسمہ محمد، حدیث نمبر: 5853

2 صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ما ینھی عن السباب واللعن، حدیث نمبر: 6047

ہوں، یہودی ہوں) تو وہ ایسا ہو جائے گا جیسے کہ اس نے کہا اور کسی انسان پر ان چیزوں کی نذر صحیح نہیں ہوتی جو اس کے اختیار میں نہ ہوں اور جس نے دنیا میں کسی چیز سے خودکشی کر لی اسے اسی چیز سے آخرت میں عذاب ہو گا اور جس نے کسی مسلمان پر لعنت بھیجی تو یہ اس کے خون کرنے کے برابر ہے اور جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے تو وہ ایسا ہے جیسے اس کا خون کیا۔

33. عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ، فَقَالَ: فَرَّقَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي العَجْلاَنِ، وَقَالَ: اللهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا، وَقَالَ: اللهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا، فَقَالَ: اللهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَيُّوبُ: فَقَالَ لِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، إِنَّ فِي الحَدِيثِ شَيْئًا لاَ أَرَاكَ تُحَدِّثُهُ؟ قَالَ: قَالَ الرَّجُلُ مَالِي؟ قَالَ: قِيلَ: لاَ مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ [1]

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کا حکم پوچھا جس نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی ہو تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے بنی عجلان کے میاں بیوی کے درمیان ایسی صورت میں جدائی کرادی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے، تو کیا تم میں سے ایک (جو واقعی گناہ میں مبتلا ہو) رجوع کرے گا لیکن ان دونوں نے انکار کیا تو حضور اکرم ﷺ نے ان میں جدائی کر دی۔ اور بیان کیا کہ مجھ سے عمرو بن دینار نے فرمایا کہ حدیث کے بعض اجزاء میرا خیال ہے کہ میں نے ابھی تم سے بیان نہیں کئے ہیں۔ فرمایا کہ ان صاحب نے (جنہوں نے لعان کیا تھا) کہا کہ میرے مال کا کیا ہوگا (جو میں نے مہر میں دیا تھا) بیان کیا کہ اس پر ان سے کہا گیا کہ وہ مال (جو عورت کو مہر میں دیا تھا) اب تمہارا نہیں رہا۔ اگر تم سچے ہو (

[1] صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب صداق الملاعنہ، حدیث نمبر: 5311

اس تہمت لگانے میں تب بھی کیونکہ) تم اس عورت کے پاس تنہائی میں جاچکے ہو اور اگر تم جھوٹے ہو تب تو تم کو اور بھی مہر نہ ملنا چاہیے۔

34. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَلَغَ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَلَامٍ مَقْدَمُ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَأَتَاهُ، فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ قَالَ: مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ، وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلَى أَبِيهِ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ إِلَى أَخْوَالِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَبَّرَنِي بِهِنَّ آنِفًا جِبْرِيلُ قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللهِ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ، وَأَمَّا الشَّبَهُ فِي الْوَلَدِ: فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَشِيَ الْمَرْأَةَ فَسَبَقَهَا مَاؤُهُ كَانَ الشَّبَهُ لَهُ، وَإِذَا سَبَقَ مَاؤُهَا كَانَ الشَّبَهُ لَهَا قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهُتٌ، إِنْ عَلِمُوا بِإِسْلَامِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ بَهَتُونِي عِنْدَكَ، فَجَاءَتِ الْيَهُودُ وَدَخَلَ عَبْدُ اللهِ الْبَيْتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيُّ رَجُلٍ فِيكُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوا أَعْلَمُنَا، وَابْنُ أَعْلَمِنَا، وَأَخْيَرُنَا، وَابْنُ أَخْيَرِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللهِ قَالُوا: أَعَاذَهُ اللهُ مِنْ ذَلِكَ، فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، فَقَالُوا: شَرُّنَا، وَابْنُ شَرِّنَا، وَوَقَعُوا فِيهِ[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو جب رسول کریم ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کی خبر ملی تو وہ آپ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میں آپ سے تین چیزوں کے بارے میں پوچھوں گا۔ جنہیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی سب سے پہلی علامت کیا ہے؟ وہ کون سا کھانا ہے جو سب سے پہلے جنتیوں کو کھانے کے لیے دیا جائے گا؟

---

[1] صحیح بخاری، كِتَاب أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ، بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الأَرْضِ خَلِيفَةً، حدیث نمبر: 3329

اور کس چیز کی وجہ سے بچہ اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے ؟آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے ابھی ابھی مجھے آکر اس کی خبر دی ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ملائکہ میں تو یہی تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، قیامت کی سب سے پہلی علامت ایک آگ کی صورت میں ظاہر ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک کر لے جائے گی، سب سے پہلا کھانا جو اہل جنت کی دعوت کے لیے پیش کیا جائے گا، وہ مچھلی کی کلیجی پر جو ٹکڑا لٹکا رہتا ہے وہ ہوگا اور بچے کی مشابہت کا جہاں تک تعلق ہے تو جب مرد عورت کے قریب جاتا ہے اس وقت اگر مرد کی منی پہل کر جاتی ہے تو بچہ اسی کی شکل و صورت پر ہوتا ہے۔ اگر عورت کی منی پہل کر جاتی ہے تو پھر بچہ عورت کی شکل و صورت پر ہوتا ہے (یہ سن کر) حضرت عبداللہ بن سلام بول اٹھے ”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔“ پھر عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! یہود بہت زیادہ بہتان لگانے والی قوم ہے۔ اگر آپ کے دریافت کرنے سے پہلے میرے اسلام قبول کرنے کے بارے میں انہیں علم ہو گیا تو آپ ﷺ کے سامنے مجھ پر ہر طرح کی تہمتیں دھرنی شروع کر دیں گے۔ چنانچہ کچھ یہودی آئے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ گھر کے اندر چھپ کر بیٹھ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا تم لوگوں میں عبداللہ بن سلام کون صاحب ہیں؟ سارے یہودی کہنے لگے وہ ہم میں سب سے بڑے عالم اور سب سے بڑے عالم کے صاحب زادے ہیں۔ ہم میں سب سے زیادہ بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے صاحب زادے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا، اگر عبداللہ مسلمان ہو جائیں تو پھر تمہارا کیا خیال ہوگا؟ انہوں نے کہا، اللہ تعالیٰ انہیں اس سے محفوظ رکھے۔ اتنے میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اب وہ سب ان کے متعلق کہنے لگے کہ ہم میں سب سے بدترین اور سب سے بدترین کا بیٹا ہے، وہیں وہ ان کی برائی کرنے لگے۔

35. عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ حَمَى مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ- أُرَاهُ قَالَ:- بَعَثَ اللهُ مَلَكًا يَحْمِي لَحْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ، وَمَنْ رَمَى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيدُ شَيْنَهُ بِهِ حَبَسَهُ اللهُ عَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ، حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ۔[1]

ترجمہ: جناب سہل بن معاذ بن انس جہنی اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا"جو کسی مومن کا کسی منافق سے بچاؤ کرے، راوی کہتا ہے میرا خیال ہے روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: اللہ عزوجل قیامت کے دن ایک فرشتہ بھیجے گا۔ جو اس کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔ اور جو کسی مسلمان پر کسی چیز کی تہمت لگائے کہ جس کے ذریعے سے اس نے اسے رسوا کرنا چاہا تو اللہ اسے جہنم کے پل صراط پر روک لے گا اور اس وقت تک روکے رکھے گا جب تک وہ اپنی کہی ہوئی بات (کے عذاب) سے نکل نہیں آتا۔

36. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ نَبِيُّ التَّوْبَةِ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بَرِيئًا مِمَّا قَالَ لَهُ أَقَامَ عَلَيْهِ الْحَدَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ[2]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی التوبہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: 'جو شخص اپنے غلام یا لونڈی پر زنا کی تہمت لگائے حالاں کہ وہ اس کی تہمت سے بری ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر حد قائم کرے گا، مگر یہ کہ وہ ویسا ہی ثابت ہو جیسا اس نے کہا تھا۔

37. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُفْلِسُ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاتِهِ وَصِيَامِهِ وَزَكَاتِهِ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب مَنْ رَدَّ عَنْ مُسْلِمٍ غِيبَةً، حدیث نمبر: 4883

[2] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة عن رسول اللہ ﷺ، باب النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْخَدَمِ، وَشَتْمِهِمْ حدیث نمبر: 1947

وَضَرَبَ هَذَا فَيَقْعُدُ فَيَقْتَصُّ هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْتَصَّ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَايَا أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سوال کیا: کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ مفلس کسے کہتے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے ہاں مفلس اسے کہتے ہیں جس کے پاس درہم و دینار اور ضروری سامان زندگی نہ ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن صوم و صلاۃ اور زکاۃ کے ساتھ اس حال میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہو گی، کسی پہ تہمت باندھی ہو گی، کسی کا مال کھایا ہو گا، کسی کا خون بہایا ہو گا، اور کسی کو مارا ہو گا، پھر اسے سب کے سامنے بٹھایا جائے گا اور بدلے میں اس کی نیکیاں مظلوموں کو دے دی جائیں گی، پھر اگر اس کے ظلموں کا بدلہ پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو مظلوموں کے گناہ لے کر اس پر رکھ دیے جائیں گے اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

38. عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْعَبْدِ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَاعِنُ الْمُؤْمِنِ كَقَاتِلِهِ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَاتِلِهِ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَهُ اللهُ بِمَا قَتَلَ بِهِ نَفْسَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[2]

ترجمہ: حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: 'بندہ جس چیز کا مالک نہ ہو اس چیز کی نذر مان لے تو اس نذر کا پورا کرنا واجب نہیں مومن پر لعنت بھیجنے والا اس کے قاتل کی مانند ہے اور جو شخص کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائے تو وہ اس کے قاتل کی طرح ہے، اور جس نے اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کر ڈالا، تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اسی چیز سے عذاب دے گا۔

[1] جامع ترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ، حدیث نمبر: 2418

[2] سنن ترمذی، کتاب الإيمان عن رسول الله ﷺ، باب مَا جَاءَ فِيمَنْ رَمَى أَخَاهُ بِكُفْرٍ، حدیث نمبر: 2636

چغلی اور نمیمہ

39. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ مَرَّ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہ نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ حضور ﷺ ایسی دو قبروں کے پاس سے گزرے جن کو عذاب دیا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو عذاب کسی بہت بڑی بات پر نہیں ہو رہا ہے۔ ان دونوں میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا شخص چغل خوری کیا کرتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک ہری ڈالی لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تحقیق یہ ہے کہ جب تک یہ شاخیں خشک ہوں گی نہیں ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔

40. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَالَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ هِيَ النَّمِيمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ وَإِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ يَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ صِدِّيقًا وَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ كَذَّابًا[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کہ بدترین حرام کیا ہے؟ یہ چغلی ہے جو لوگوں کی زبان پر رواں ہو جاتی ہے۔" نبی

[1] صحیح بخاری، كِتَاب الْجَنَائِزِ، بَاب الْجَرِيدِ عَلَى الْقَبْرِ، حدیث نمبر: 1361

[2] صحیح مسلم، كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، باب تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ، حدیث نمبر: 6636

کریم ﷺ نے فرمایا: "انسان سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ (اللہ تعالیٰ کے ہاں) وہ صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کو کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔"

41. عَنْ هَمَّامٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ رَجُلًا يَرْفَعُ الحَدِيثَ إِلَى عُثْمَانَ، فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ قَتَّاتٌ[1]

ترجمہ: حضرت ہمام بن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے، ان سے کہا گیا کہ ایک شخص ایسا ہے جو یہاں کی باتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جا لگاتا ہے۔ اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

42. عَنِ ابنِ عَباسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا فِي قَولِهِ تَعَالىٰ (فَخَانَتٰهُمَا) قَالَ: مَازَنَتَا، أَمَّا خِيَانَةُ امرَأَةِ نُوحٍ فَكَانَت تَقُولُ لِلنَّاسِ أَنَّهُ مَجنُون، وَأَمَّا خِيَانَةُ امرَأَةِ لُوطٍ فَكَانَت تَدُلُّ عَلَى الضَّيفِ فَتِلكَ خِيَانَتُهَا[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رب تعالیٰ کے قول فَخَانَتٰهُمَا کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے کوئی بدکاری نہ کی بہر حال حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی وہ لوگوں کو کہتی کہ (معاذ اللہ) وہ مجنون ہیں اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی وہ لوگوں کو گھر آنے والے مہمانوں کے بارے میں خبر دیتی۔

---

[1] صحیح بخاری، كِتَاب الأَدَبِ، بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ، حدیث نمبر: 6056

[2] تفسیر در منثور، جلد 8، سورۃ تحریم، 66:66

فحش کلامی

43. عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔

44. عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، حِينَ قَدِمَ مَعَ مُعَاوِيَةَ إِلَى الكُوفَةِ، فَذَكَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا، وَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ مِنْ أَخْيَرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ خُلُقًا[2]

ترجمہ: حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور بتلایا کہ حضور اکرم ﷺ فاحش نہ تھے اور نہ آپ ﷺ متفحش تھے اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ آدمی ہے، جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

45. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ!، فَلَمَّا دَخَلَ انْبَسَطَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَلَّمَهُ، فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَمَّا اسْتَأْذَنَ قُلْتَ: بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ، فَلَمَّا دَخَلَ انْبَسَطْتَ إِلَيْهِ؟ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ.[3]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ما ینھی عن السباب واللعن، حدیث نمبر: 6044

[2] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا، حدیث نمبر: 6029

[3] سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فِي حُسْنِ الْعِشْرَةِ حدیث نمبر: 4792

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے ہاں آنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا "یہ اپنے خاندان کا برا فرد ہے۔" تو آپ نے اس کیساتھ خوش اخلاقی سے بات کی جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! جب اس نے اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا "یہ اپنے خاندان کا برا فرد ہے۔" جب وہ اندر آیا تو آپ نے اس کے ساتھ خوش اخلاقی کے ساتھ باتیں کی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! بلاشبہ اللہ تعالی کسی فحش گفتگو کرنے والے اور بد زبانی کا اظہار کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔

46. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'جس چیز میں بھی بے حیائی آجاتی ہے اسے عیب دار کر دیتی ہے اور جس چیز میں حیا آجاتی ہے اسے آراستہ کر دیتی ہے'۔

47. عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خِيَارُكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا وَلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں بہتر ہیں، نبی اکرم ﷺ بد زبانی اور فحش گوئی نہیں کیا کرتے تھے۔

48. عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيءِ[3]

---

[1] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ فِي الْفُحْشِ وَالتَّفَحُّشِ، حدیث نمبر: 1974

[2] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ فِي الْفُحْشِ وَالتَّفَحُّشِ، حدیث نمبر: 1975

[3] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة عن رسول اللہ ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي اللَّعْنَةِ حدیث نمبر: 1977

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، فحش گفتگو اور بدزبانی کا مظاہرہ کرنے والا نہیں ہوتا ہے۔

49. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِي مِنْهُمَا مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'گالی گلوچ کرنے والے آدمی جو کچھ کہتے ہیں ان سب کا گناہ پہل کرنے والے پر ہوگا، جب تک مظلوم حد سے تجاوز نہ کر لے۔

50. عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ وَإِنَّ اللهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ[2]

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: 'قیامت کے دن مومن کے میزان میں اخلاقِ حسنہ سے بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی اور اللہ تعالی بے حیا فحش گفتگو کرنے والے سے نفرت کرتا ہے'۔

[1] جامع ترمذی کتاب البر والصلة عن رسول اللہ ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي الشتم، حدیث حدیث نمبر: 1981

[2] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة عن رسول اللہ ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الْخُلُقِ حدیث نمبر: 2002

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِی الْکِذْبِ

خلاف واقع بات کو جھوٹ کہتے ہیں۔

— ہر قول و فعل سچ اور جھوٹ کے گرد ہی گھومتا ہے۔

— جھوٹ سچ کا متضاد ہے۔

— جھوٹ ہر برائی کی جڑ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا جس میں کئی برائیاں تھیں۔ آپ ﷺ نے اسے صرف جھوٹ بولنے سے منع کیا۔ جھوٹ نہ بولنے کی وجہ سے وہ تمام برائیوں سے چھٹکارا پاگیا۔ قرآن و حدیث میں جھوٹ کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کی گئی ہے۔ سورۃ آل عمران میں آپؐ سے فرمایا گیا کہ نصاریٰ اگر آپ ﷺ کی طرف سے پوری وضاحت کے بعد بھی کٹ حجتی کا مظاہرہ کریں تو پھر آپ ﷺ انہیں مباہلہ کی دعوت دیں: "آؤ ہم تم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مُباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں[1]۔

سچ اور جھوٹ کی بابت رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا: "تم پر سچ بولنا لازم ہے، کیونکہ سچ نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ اور انسان لگاتار سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے۔ اور تم لوگ جھوٹ بولنے سے بچو، کیونکہ

[1] آل عمران، 61:03

جھوٹ برائی کا راستہ دکھاتا ہے اور برائی دوزخ کا راستہ دکھاتی ہے، اور انسان لگاتار جھوٹ بولتا رہتا ہے، جھوٹ بولنے کا متمنی رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔"[1]

ایک مرتبہ سرکار دوعالم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا مسلمان بزدل ہو سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ہو سکتا ہے۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا وہ بخیل ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ہو سکتا ہے۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا وہ جھوٹا ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ ظہور نبوت سے قبل تاجدارِ ختم نبوت ﷺ الصَّادق والامین کے لقب سے مشہور تھے۔ ہرقل، روم کا بادشاہ تھا، اُس نے قریش کے سردار ابو سفیان سے اس وقت پوچھا جب وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور اسلام کے مخالفین میں بہت نمایاں تھے: "(جو شخص اپنے آپ کو نبی کہتے ہیں) کیا انہوں نے تم سے کبھی جھوٹ بولا؟" حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ گویا یہ وہی بات ہوئی: "فضیلت اور خوبی وہ ہے جس کا دشمن بھی اعتراف کریں۔" دشمن آپ ﷺ کے سچ بولنے کے معترف ہوئے۔ آپ ﷺ کی انہی فضیلتوں کی وجہ سے آپ ﷺ کے بہت سے دشمن دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

جھوٹ کے مختلف پہلو ہیں:

— ملاوٹ بھی جھوٹ ہے۔

— بہتان بھی جھوٹ ہے۔

— بعض لوگ نقصان سے بچنے اور فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے جھوٹ بولتے ہیں اور بعض فائدے کے لیے سچ بولتے ہیں۔ حالانکہ سچ اس لیے بولنا چاہیے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ کا حکم دیا ہے اور جھوٹ بولنے سے منع کیا ہے۔

[1] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی الصدق والکذب، حدیث نمبر: 1971

جھوٹ کی اقسام

جھوٹ کی کئی اقسام ہیں:

- افعال میں جھوٹ
- اقوال میں جھوٹ
- نیتوں میں جھوٹ
- مزاح میں جھوٹ

افعال میں جھوٹ

افعال میں جھوٹ سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا کام جس کی بنیاد جھوٹ پر ہو اس کی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی ہے کہ وہ خون آلودہ قمیص لے کر آ گئے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

> وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ کَذِبٍؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًاؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌؕ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ[1]
>
> ترجمہ: اور اس کے کرتے پر ایک جھوٹا خون لگا لائے کہا بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے واسطے بنالی ہے تو صبر اچھا اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتارہے ہو

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی آپ علیہ السلام کی قمیص پر (جو وہ اپنے والد کو قائل کرنے کے لیے) غیر حقیقی خون لگا کر آئے تھے اس خون کو جھوٹا خون قرار دیا ہے۔

[1] یوسف، 18:12

اقوال میں جھوٹ

اقوال میں جھوٹ سے مراد یہ ہے کہ ایسی بات کرنا جو واقع کے مطابق نہ ہو یعنی خلافِ حقیقت بات کرنے کو کہتے ہیں اس کی مثالیں قرآن کریم میں متعدد مقامات پر دی گئی ہیں کہ منافقین زبان سے کچھ کہتے ہیں اور دل میں کچھ رکھتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

> یَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ[1]
>
> ترجمہ: اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو اُن کے دلوں میں نہیں۔

وہ (منافقین) جو آپ ﷺ کے پاس آکر ایمان کا قول کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کو جھوٹ قرار دیا اور دوسرے مقام پر منافقین کی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو آپ کی رسالت کی گواہی کو جھوٹی گواہی قرار دیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

> اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ[2]
>
> ترجمہ: جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

ان آیات مقدسات اور دیگر آیات میں وہ اقوال جو واقع سے مطابقت نہیں رکھتے تھے ان کی مذمت کی گئی ہے۔

---

[1] الفتح، 11:48

[2] المنٰفقون، 01:63۔

نیتوں میں جھوٹ

نیت میں جھوٹ سے مراد یہ ہے کہ کسی کام کو کرنے کا ارادہ اور مقصد کچھ اور ہو لیکن بظاہر اس کا اظہار کسی اور طرح سے ہو اس کی مثال حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :روز قیامت جن لوگوں کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا (وہ یہ ہیں) (:۱)وہ آدمی جو شہید ہوا، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کا تعارف کرائے گا اور وہ اقرار کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا: تو نے کون سا عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے تیری خاطر لڑائی کی، حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے، تو اس لیے لڑا تھا تاکہ تجھے بہادر کہا جائے، اور وہ کہا جا چکا ہے، پھر اس کے بارے میں حکم ہو گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۲)وہ آدمی، جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن مجید پڑھا، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کروائیں گے، وہ اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا: کون سا عمل کر کے آیا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے تیری خاطر علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن مجید پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تو نے تو علم اس لیے حاصل کیا تھا تاکہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن مجید پڑھا، تاکہ تجھے قاری کہا جائے اور وہ کہہ دیا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ (۳)وہ آدمی، جسے اللہ تعالیٰ نے رزق میں فراوانی دی اور ہر قسم کا مال عطا کیا، اس کو لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کا تعارف کروائیں گے، وہ اقرار کرلے گا۔ پھر للہ تعالیٰ پوچھے گا: تو کون سا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے ہر اس مصرف میں مال خرچ کیا جہاں خرچ کرنا تجھے پسند تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تو نے تو اس لیے کیا تھا کے تجھے سخی کہا جائے اور وہ کہہ دیا گیا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ [1]

[1] جامع ترمذی، کتاب ابواب الزھد، باب ما جاء فی الریاء و السمعۃ، حدیث نمبر: 2389

جھوٹ پریشانی اور سچ اطمینان کا باعث ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "شک والی چیز کو چھوڑ کر شبہ کے بغیر والی چیزوں کو اختیار کیا کرو، سچائی میں اطمینان ہے اور جھوٹ میں شک ہے۔"[1]

مزاح میں جھوٹ

بعض لوگ مذاق میں جھوٹ بولتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مذاق میں جھوٹ بولنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ احادیث مبارکہ میں مذاق میں بھی جھوٹ بولنے سے منع کیا گیا ہے۔ مزاح خود برا نہیں ہے لیکن اس میں جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں۔ بعض لوگ مسکراہٹ کی آڑ میں جھوٹ بولتے ہیں کہ مسکراہٹ ان کے جھوٹ پر پردہ ڈال دے گی، لیکن اللہ تعالیٰ تو جو کچھ سینوں میں ہے، اس کو بھی جاننے والا ہے۔ مزاح میں جھوٹ بولنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان عالی شان ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس شخص کے لیے جنت کے اندر ایک گھر کا ضامن ہوں جو لڑائی جھگڑا ترک کر دے، اگرچہ وہ حق پر ہو، اور جنت کے بیچوں بیچ ایک گھر کا اس شخص کے لیے جو جھوٹ بولنا چھوڑ دے اگرچہ وہ ہنسی مذاق ہی میں ہو، اور جنت کی بلندی میں ایک گھر کا اس شخص کے لیے جو خوش خلق ہو۔[2]

زندگی کے چند ایک امور ایسے ہیں جن میں انتہائی ضرورت کے وقت کسی مصلحت کے پیش نظر جھوٹ بولنے کی معمولی گنجائش موجود ہے۔ ایسے امور جہاں جھوٹ بولنے کی چھوٹ ہے وہاں ہم بڑی بہادری سے سچ بولتے ہیں۔ اگر جھوٹ بولنے سے فریقین میں صلح ہو رہی ہو تو وہاں جھوٹ کا سہارا لیا جا سکتا ہے، لیکن اس مقام پر عموماً سچ کو اختیار کیا جاتا ہے تاکہ لوگوں میں مصالحت نہ ہو سکے۔

[1] سنن ترمذی، کتاب صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول اللہ ﷺ، باب مِنْهُ، حدیث نمبر: 2518

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الاداب، باب فی حسن الخلق، حدیث نمبر: 4800

سچ انبیاء کرام علیہم السلام کا وصف ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے: "بیشک وہ سچے نبی تھے۔"[1] (مریم) حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے: "بیشک وہ وعدے کے سچے تھے[2]۔" سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ "صدیق" کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ صدیقیت ایک اعلیٰ مرتبہ ہے جو ہمیشہ سچ بولنے اور سچ کا ساتھ دینے کی صورت میں نصیب ہوتا ہے۔

الغرض سچ وہی ہے جسے آپ ﷺ نے سچ کہا اور جھوٹ وہی ہے جسے آپ ﷺ نے جھوٹ کہا۔ سچ، نجات اور امن کا باعث ہے اور جھوٹ، تباہی و بربادی لاتا ہے۔

جھوٹ کی وجوہات

جھوٹ کی کچھ وجوہات درجہ ذیل ہیں

— جھوٹ کی بنیادی وجہ غفلت ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی کبریائی سے اور حضور نبی رحمت محبوب خدا ﷺ کی عظمت سے غافل ہوتا ہے کہ میں کتنے عظیم مالک اور کتنے عظیم المرتبت نبی ﷺ کو ناراض کر رہا ہوں۔

— جھوٹ ایمان کی ضد ہے کہ حضور ﷺ کے فرمان عالی شان کے مطابق کہ مؤمن میں اور نقص تو ہو سکتا ہے لیکن مؤمن جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

— جھوٹ کی ایک وجہ دل میں نفاق کا ہونا ہے۔

— جھوٹ کی وجہ حب دنیا ہے کہ انسان معمولی دنیاوی فائدے کے لیے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے۔

---

[1] سورۃ مریم، 19:41

[2] سورۃ مریم، 19:54

جھوٹ کے اثرات

جھوٹ کے کچھ اثرات درج ذیل ہیں:

— جھوٹ بولنا اللہ تعالی کی ناراضگی کا بہت بڑا سبب ہے کہ اس کی وجہ سے انسان اس کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے، مستحق لعنت بن جاتا ہے جبکہ انسان کے لیے رحمت الٰہی کے بغیر دنیا اور آخرت میں ایک لمحہ بھی بہت بڑی ناکامی ہے کہ ہر کامیابی اللہ پاک کی رحمت کی مرہون منت ہے۔

— جھوٹ اللہ کے رسول ﷺ کی ناراضگی کا بڑا ذریعہ ہے کہ آپ ﷺ نے سچائی کو ہلاکت سے بچنے اور اور جنت میں جانے کا سبب قرار دیا ہے جبکہ جھوٹ کو ہلاکت کا اور جہنم میں جانے کا سبب ہے جب کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت کے لیے جہنم سے بچانے اور جنت میں داخلے کے لیے حریص ہیں۔

— جھوٹ ملائکہ مقربین کی ناراضگی کا باعث بنتا ہے۔

— جھوٹ بولنے والا شخص لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے، نیک بختیوں اور سعادتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے ایسے شخص کو سماج اور معاشرے میں ناپسندیدہ اور بے وقعت سمجھا جاتا ہے۔

— جھوٹ کی وجہ سے ایک اچھا خاصا بہترین معاشرہ فساد اور برائی میں مبتلا ہو کر رہ جاتا ھے۔

— جھوٹ بولنا ایک مسلمان کی شان سے بہت بعید ہے کیونکہ یہ تو منافقین کا شیوہ وعادت ہے۔

— جھوٹ نفاق کی علامت ہے یعنی جھوٹ اس بات کی نشانی ہے کہ جو بندہ اس مذموم مرض میں مبتلا ہے اس میں منافقت پائی جاتی ہے۔

— جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے۔

— جھوٹا شخص معاشرے میں صاحب عزت نہیں ہو سکتا اور اس کے اعمال میں ریاء شامل ہو جاتی ہے۔

— جھوٹ بہتان اور سنگ دلی کا ذریعہ ہے۔

— جھوٹ اللہ کے سامنے ندامت اور شرمندگی کا باعث ہے۔

— جھوٹ کے اثرات میں سے معیشت کا تنگ ہونا، غیبت کا مرتکب ہونا اور چغل خوری اور دیگر برائیوں میں شامل ہونے کا سبب ہے یعنی ایک جھوٹ کی وجہ سے انسان بے شمار برائیوں کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

جھوٹ کا علاج

جھوٹ کا علاج درج ذیل ہے۔

— جھوٹ کے نقصان کو محسوس کرنا کہ میں ایک مرتبہ جھوٹ بولنے سے لعنت کا مستحق بن گیا ہوں۔

— دائمی استغفار کرنا۔

— علم کا دونوں جہتوں ترغیب و ترہیب کے ساتھ ہونا یعنی قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے فرامین اور کردار کی روشنی میں جھوٹ بولنے کی سزاؤں اور جھوٹ سے اجتناب کی صورت میں انعامات سے آگاہی۔

— جھوٹ کے علاج میں "کم بولنا"۔

— لاشعوری طور سے نکلنا کہ ہر وقت خدا کا یاد رہنا، اس احساس میں رہنا کہ میرے ہر عمل کو اللہ دیکھ رہا ہے۔

— اللہ کا خوف ہونا کہ میں جھوٹ بول کر اس کے عذاب کا مستحق بن رہا ہوں۔

— حضور ﷺ کا خوف کہ میرے اعمال ان کے پاس پہنچ رہے ہیں۔

یہ امور جھوٹ کا عارضی علاج ہیں کیونکہ ہم اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ باوجود انعامات و وعیدات کے علم کے اور صرف زبان سے استغفار کے الفاظ کے تکرار کے باوجود جھوٹ عام ہے تو اس کا مستقل اور دائمی علاج صحبت صالح ہے جو انسان کے اندر سے جھوٹ کو جڑ سے نکالتی ہے اور ان برائیوں کو جو جھوٹ کا سبب بنتی ہیں ان کی بنیاد کو ختم کرتی ہے۔ جس کی تفصیل اس کتاب کے آخری باب میں موجود ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا

(النساء، 4 : 174)

”اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے (ذاتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں ذاتِ حق جل مجدہٗ کی سب سے زیادہ مضبوط، کامل اور واضح) دلیلِ قاطع آگئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف (اسی کے ساتھ قرآن کی صورت میں) واضح اور روشن نُور (بھی) اتار دیا ہے

اَلْبَابُ الثَّانِيْ فِي الْغِيْبَةِ

بلاضرورت شرعی غیر موجود شخص کے اندر موجود خامی کا اظہار کرنا غیبت کہلاتا ہے۔

اگر اس سے دوسرے کی ذلت اور حقارت مقصود ہو تو یہ غیبت سے بھی بڑا گناہ ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے غیبت کرنے سے منع فرمایا ہے اور غیبت کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ[1]

ترجمہ: اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہو گا

رسول کریم ﷺ سے غیبت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْغِيبَةُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ، قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ قَالَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ[2]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ! غیبت (سے) کیا (مراد) ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "تمہارا اپنے بھائی (کی اس چیز) کا ذکر کرنا جو اسے ناپسند ہو۔ عرض کی گئی اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ جو بات میں نے کی اگر وہ میرے بھائی میں موجود ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا "اگر اس میں وہ بات موجود ہو

---

[1] الحجرات، 49:12

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبة، حدیث نمبر: 4874

اور تم کہو تو تم نے اسکی غیبت کی۔ اگر تم کوئی ایسی بات کہو جو اس میں موجود نہ ہو، تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔"

اس حدیث میں غیبت کے بارے میں تفصیل سے بیان فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی شخص میں کوئی برائی موجود بھی ہے تو اس کی غیر موجودگی میں اس برائی کے بیان سے مکمل گریز کرنا لازم ہے۔

غیبت کرنے والا دنیا میں بھی ذلیل و رسوا ہوتا ہے تو اس کی آخرت بھی خراب ہوتی ہے جیسا کی ارشاد نبوی ﷺ ہے

عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ أَكَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ أَكْلَةً فَإِنَّ اللهَ يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنْ كُسِيَ ثَوْبًا بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ فَإِنَّ اللهَ يَكْسُوهُ مِثْلَهُ مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ فَإِنَّ اللهَ يَقُومُ بِهِ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[1]

ترجمہ: حضرت سیدنا مستورد (مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص کسی مسلمان کی وجہ سے ایک لقمہ کھائے (اس کی غیبت کرے) تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اسی طرح کا لقمہ کھلائے گا۔ اور جس شخص کو کسی مسلمان کی جانب سے کپڑا پہنایا جائے (کسی مسلمان کی غیبت کرنے یا برائی بیان کرنے کی وجہ سے ایسا کیا جائے) تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اسی طرح کا کپڑا پہنائے گا۔ اور جو شخص کسی شخص کی وجہ سے کسی مقام پر کھڑا ہو جو دکھاوے اور ریاکاری کا مقام ہو اللہ قیامت کے دن اسے شہرت اور ریاکاری کے مقام پر کھڑا کرے گا (یعنی اسے دیے جانے والے عذاب کی شہرت ہو گی)۔

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، حدیث نمبر: 4881

غیبت کے بارے میں حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے معراج کی رات اوپر بلایا تو عالم بالا میں میرا گزر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان ناخنوں سے اپنے چہروں کو کھرچ رہے تھے ان کی اس حالت کو دیکھ کر میں نے جبرائیل امین سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے یعنی لوگوں کی غیبت کرتے ہیں یا ان کی عزت وآبرو کے پیچھے پڑے رہتے ہیں[1]

یعنی یہ لوگ لوگوں کی عزت وآبرو کے درپے رہتے، ان کی برائی کرتے اور لوگوں کے لئے نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں اور یہ ہی ان کی سزا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسے ہی اپنے ہاتھوں سے نوچتے رہیں گے۔

غیبت کی مختلف صورتیں

موجودہ معاشرہ میں ہم غیبت کو برائی ہی تسلیم نہیں کرتے اور ایک دوسرے کی برائیوں، خامیوں اور کوتاہیوں کا بیان فخر کے طور پر کیا جاتا ہے، جب کہ یہ کسی بھی طرح درست نہیں، بد قسمتی سے آج ہم علم نہ ہونے کی وجہ سے ایسی باتوں کا ذکر کرتے رہتے ہیں جو غیبت کے زمرے میں آتی ہیں،

ایسی ہر بات جس سے کسی کی برائی واضح ہوتی ہو وہ غیبت ہے۔

خواہ اس کا تعلق کسی کے لباس، جسم، فعل یا قول کے ساتھ ہو، مثال کے طور پر جسم کے بارے میں کہا جائے کہ

— اس کا قد بہت لمبا ہے یا اس کا رنگ کالا (سیاہ) ہے یا پھر وہ بھینگا ہے اسی طرح اگر کسی کے بارے میں غلط بیانی کی یا اخلاق کے بارے میں کہا جائے کہ وہ بری عادات والا ہے،

— فلاں شخص مغرور، بد تمیز، اور بزدل ہے وغیرہ

---

[1] مشکوۃ شریف جلد نمبر چہارم، حدیث نمبر: 974

افعال کے بارے میں ہو کہ

—— وہ چور، خائن، بے ایمان، بے نمازی ہے، نماز میں ارکان کو سکون سے ادا نہیں کرتا۔

—— قرآن پاک غلط پڑھتا ہے۔

—— اپنے کپڑوں کو نجاست سے پاک نہیں رکھتا۔

—— زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔

—— حرام مال کھاتا ہے۔

—— زبان دراز ہے، بہت پیٹو ہے، سوتا بہت ہے۔

—— اس طرح لباس کے بارے میں کہا جائے کہ کھلی آستین والا کپڑا پہنتا ہے، دراز دامن یا میلا کچیلا لباس پہنتا ہے۔

یہ سب باتیں غیبت کے زمرے میں آتی ہیں اور یہاں جو غیبت کی صورتیں ذکر کی گئی ہیں یہ وہ ہیں جو کثرت سے ہماری عادات اور اطوار میں پائی جاتی ہیں یہ مراد نہیں کہ غیبت صرف انہی صورتوں میں ہوتی ہے بلکہ ہر وہ صورت جس پر غیبت کی وہ تعریف جو اس باب کی ابتداء میں ذکر کی گئی ہے سچی آئے تو وہ غیبت ہی ہوگی، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ غیبت کرنا گناہ کبیرہ تو ہے ہی، غیبت سننا بھی گناہ کبیرہ ہے، لہذا کوئی بھی شخص غیبت کر رہا ہو تو ہمیں اس کو روکنا ضروری ہے اور کسی دوسرے کو کسی کی غیبت سے روکنے کا اجر بھی حدیث مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے

عَن أسماءَ بنت يزيد رَضِیَ اللہُ عَنۡهَا قَالَتۡ قَالَ رَسُولُ اللہِ ﷺ مَنۡ ذَبَّ عَنۡ لَحۡمِ أَخِيهِ بِالۡمَغِيۡبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنۡ يُعۡتِقَهُ مِنَ النَّارِ[1]

[1] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب، حدیث: 4981

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا": جس نے اپنے) مسلمان (بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی غیبت نہ ہونے دی تو اللہ پر حق ہے کہ وہ اسے جہنم کی آگ سے آزاد کردے۔ "

متذکرہ بالا روایات کی روشنی میں غیبت کا گناہ کبیرہ ہونا اور غیبت کرنے والے کی سزا کے بارے میں مفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے جب کہ آج ہم غیبت کو تو کوئی برائی یا گناہ سمجھنے کے لئے تیار ہی نہیں، ہمارے لیے لازم ہے کہ نہ صرف خود غیبت کرنے سے گریز اور پرہیز کریں بلکہ دوسرں کو بھی اس کی تلقین کریں۔

غیبت کی وجوہات

غیبت مختلف وجوہات سے انسان میں پائی جاتی ہے وہ وجوہات درج ذیل ہیں

— یہ قبیح فعل خوف خدا کی کمی کی دلیل ہے کیونکہ جب خوف خدا دل میں ہو تو پھر اس کی مرضی کے خلاف کوئی قول و فعل ممکن نہیں۔

— حب جاہ، جب کسی کے اندر حب جاہ کا مرض ہوگا تو اس کی وجہ سے وہ دوسروں کی غیبت کا مرتکب ہوگا۔

— بغض کی وجہ سے، کہ جب دوسروں کے بارے میں اس کے دل میں بغض ہوگا تو اس کی غیر موجودگی میں وہ اپنے من کی پیاس بجھانے کے لیے دوسروں کے خلاف بات کرتا ہے۔

— کینہ اور غضب کی وجہ سے، کہ ان منفی جذبات کی وجہ سے ان جذبات کا اظہار زبان یا دیگر اُعضاء سے کرتا ہے۔

مندرجہ بالا غیبت کی بڑی وجوہات ہیں۔

غیبت کے اثرات

غیبت کے اثرات درج ذیل ہیں

— ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو حقوق ہیں غیبت کی وجہ سے ان حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے یعنی غیبت کا بنیادی نقصان یہ ہے کہ اس میں دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

— دوسرا اثر اور نقصان یہ ہے دوسروں کے عیوب کی تشہیر ہوتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ ستّار ہے یعنی اپنے بندوں کے عیوب پر پردہ پوشی فرماتا ہے اور پردہ پوشی کرنے والے کو پسند کرتا ہے

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

> لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ[1]
>
> ترجمہ: اللہ تعالیٰ برائی ظاہر کرنے کو پسند نہیں فرماتا۔

یعنی غیبت کرنے والے کا فعل اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف ہے۔

— یہ فعل دین کے متصادم ہے کیونکہ دین تو دوسروں کی بھلائی کا نام ہے۔

— غیبت کرنا اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور ملائکہ مقربین کی ناراضگی کا باعث بنتا ہے۔

— غیبت کرنے والا شخص نیک بختیوں اور سعادتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

— ایسے شخص کو سماج اور معاشرے میں ناپسندیدہ اور بے وقعت سمجھا جاتا ہے۔

— غیبت کے اثرات سے ایک اچھا خاصا بہترین معاشرہ فساد اور برائی میں مبتلا ہو کر رہ جاتا ھے۔

— غیبت ایک مسلمان کی شان سے بہت بعید ہے کہ اس کی شان دوسروں کا بھلا چاہنا ہے کیونکہ غیبت میں دوسرے انسان کی بھلائی کی بجائے اس کی برائی کا پرچار پایا جاتا ہے۔

---

[1] سورۃ النساء، 148:04

غیبت کا علاج

غیبت کا علاج درج ذیل امور ہیں

— غیبت کے نقصان کو اپنے اندر محسوس کرنا کہ اس گناہ کبیرہ کی وجہ سے میرا کتنا نقصان ہو رہا ہے۔

— اس کے نقصان کو محسوس کرنے کے بعد توبہ استغفار کرنا۔

— جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی مانگنا۔

— علم دین کا دونوں جہتوں ترغیب و ترہیب کے ساتھ ہونا یعنی قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے فرامین اور کردار کی روشنی میں غیبت کرنے والے کی سزاؤں اور غیبت سے اجتناب کی صورت میں انعامات سے آگاہی۔

— لاشعوری طور پر غفلت سے باہر نکلنا، ہر وقت اس بات کا احساس کرنا کہ میرا ہر قول و فعل میرے مالک کے سامنے ہے اور میرا یہ عمل اس کو پسند نہیں۔

— اللہ کا خوف کہ میرے اس فعل سے ناراض ہو جائے گا۔

— حضور ﷺ کا خوف کہ میرے اعمال ان کے پاس پہنچ رہے ہیں۔

ان چیزوں کی غیبت کے علاج میں پہلا درجہ کی حیثیت ہے لیکن اگر ہم اپنے اوپر غور کریں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انعامات و وعیدات کے علم کے باوجود غیبت عام ہے تو اس کا مستقل علاج اللہ کے نیک بندے کی صحبت ہے جو نہ صرف انسان کے اندر سے غیبت کو جڑ سے نکالتی ہے بلکہ ان برائیوں کو جو غیبت کا سبب بنتی ہیں ان کی بنیاد کو ختم کرتی ہے۔ اس کے لیے ہمارے ادارے کی کتاب (الاربعین فی احتیاج المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعۃ) ملاحظہ فرمائیں۔

بعض صورتوں میں غیبت ضروری اور بعض میں جائز ہے

— غیبت نہایت ہی گھناؤنا فعل، کبیرہ گناہ اور رب کی ناراضگی کا سبب ہے،، لیکن کچھ موقعے ایسے آتے ہیں کہ غیبت کرنا ہی بہتر بلکہ بسا اوقات ضروری ہو جاتا ہے، کیونکہ اس میں اللہ کی مخلوق کی مصلحت اور معاشرے کی اصلاح پوشیدہ ہوتی ہے، لہذا اسلام نے کچھ مخصوص موقعوں پر غیبت کی اجازت دی ہے، قرآن وحدیث میں گہری نظر کے بعد علماء نے درج ذیل موقعوں پر غیبت کو جائز کہا ہے۔

— ظلم کی شکایت کے موقع پر کسی کی برائی کا ذکر کرنا گناہ نہیں۔

— شرعی امر کی وضاحت کی غرض سے کسی کی برائی کا ذکر کرنا گناہ نہیں۔

— برائی دور کرنے کیلئے خلاف شرع کاموں کو روکنے اور برائی کے مرتکب کو راہ راست پر لانے کیلئے کسی ایسے شخص سے کسی کی برائی کی جاسکتی ہے جو برائی کے روکنے کی طاقت رکھتا ہو یا برائی روکنے پر اسکی مدد کر سکتا ہو کیونکہ برائی سے روکنا فرض ہے اور اسکو نہ روکنے سے بڑے فساد کا خطرہ ہے، لہذا بڑے نقصان سے بچنے کیلئے غیبت کی اجازت ہے بلکہ بسا اوقات واجب ہے۔

— مسلمانوں کی خیر خواہی اور شر ور و فتن والوں سے متنبہ کرنے کیلئے: صحابہ کرام منافقوں اور شر پسند لوگوں کی شکایت اور انکی مکاریوں کی اطلاع نبی ﷺ کو دیا کرتے تھے۔ اسی حکم میں حدیث کے راویوں کے عیوب وکمزوریاں ظاہر کرنا بھی ہے، صراط مستقیم و منہج قویم سے ہٹے ہوئے خطباء و مولفین کی غلطیوں کا بیان بھی اسی میں داخل ہے، کسی بدعتی اور بظاہر صلاح و تقوی کا لباس اوڑھے ہوئے فقیہ وعالم سے متنبہ کرنا بھی اسی حکم میں آتا ہے اور کسی افسر اور والی جو ولایت کا اہل نہ ہو یا اپنی ولایت میں امانت داری سے کام نہیں کرتا اسکی شکایت حاکم اعلی سے کرنا بھی اسی حکم میں داخل ہے۔

— مشورہ کے موقعہ پر صحیح مشورہ دیا جائے خواہ اس میں کسی کی غیبت ہی کرنا پڑے۔

— فاسق وفاجر وبدعتی کی غیبت: جیسے کوئی شخص کھلم کھلا اپنے فسق وبدعت کا ارتکاب کرنے والا ہے کوئی علانیہ شراب پیتا ہے، لوگوں کے مال لے لیتا ہے تو واپس نہیں کرتا، رشوت چنگی ظلما وصول کرتا ہے وغیرہ۔

— لقب اور معروف نام: جب انسان میں کوئی عیب ہو اور اسی سے مشہور ہو جائے جیسے لمبا، ناٹا ،چندلا اور لنگڑا وغیرہ تو اسے اس نام سے یاد کرنے یا اسکی معرفت کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے جیساکہ سلف میں ایسے بہت سے لوگ ملتے ہیں تاہم توہین و تنقیص کی نیت سے ان الفاظ کا استعمال جائز نہ ہوگا۔

یہ وہ اسباب ہیں جن کی وجہ سے کسی کی غیبت کی جاسکتی ہے اور ان پر تقریبا علماء کا اتفاق ہے، البتہ اس بارے میں درج ذیل باتوں کا ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے :

اولا: اس غیبت میں نیت درست اور صالح ہو اس رخصت سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کی تنقیص مقصود نہ ہو۔

ثانیا:—غیبت میں جس عیب کو ظاہر کرنے کی ضرورت درپیش ہے اسے بنیاد بنا کر اسکے دوسرے عیبوں کو ظاہر نہ کیا جائے۔

ثالثا:—اس غیبت سے کسی بڑے فساد اور بگاڑ کا دروازہ نہ کھل جائے۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِی الْبُھْتَانِ

کسی شخص کے ساتھ برائی کی وہ نسبت کرنا جو اس میں موجود نہ ہو اس کو بہتان کہتے ہیں۔

کسی پر بہتان لگانا شرعاً انتہائی سخت گناہ اور حرام ہے۔ اللہ تعالی نے سورۃ الاحزاب میں بے گناہ مؤمنین اور بے گناہ مؤمنات کو زبانی ایذا دینے والوں یعنی ان پر بہتان باندھنے والوں کے عمل کو صریح گناہ قرار دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا[1]

ترجمہ: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

عَنْ يَحْيَى بْنِ رَاشِدٍ، قَالَ: جَلَسْنَا لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَخَرَجَ إِلَيْنَا فَجَلَسَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُونَ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ فَقَدْ ضَادَّ اللهَ، وَمَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللهِ حَتَّى يَنْزِعَ عَنْهُ، وَمَنْ قَالَ فِي مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيهِ أَسْكَنَهُ اللهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ، حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ[2]

ترجمہ: یحییٰ بن راشد کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے انتظار میں بیٹھے تھے، وہ ہمارے پاس آکر بیٹھے پھر کہنے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے": جس نے اللہ کے حدود میں سے کسی حد کو روکنے کی سفارش کی تو گویا اس نے اللہ کی مخالفت کی، اور جو جانتے ہوئے کسی باطل امر کے لیے جھگڑے تو وہ برابر اللہ کی ناراضگی میں رہے گا یہاں تک کہ اس

[1] سورۃ الاحزاب، 58:33

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیہ، باب فِيمَنْ يُعِينُ عَلَى خُصُومَةٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَعْلَمَ أَمْرَهَا، حدیث نمبر: 3597

جھگڑے سے دستبردار ہو جائے، اور جس نے کسی مؤمن کے بارے میں کوئی ایسی بات کہی جو اس میں نہیں تھی تو اللہ اس کا ٹھکانہ جہنمیوں میں بنائے گا یہاں تک کہ اپنی کہی ہوئی بات سے توبہ کر لے (رک جائے، توبہ کر لے تو پھر نجات ممکن ہے)۔

حدیث پاک میں ارشادِ نبوی ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یَکُونُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا[1]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی سچے (مسلمان) کے لیے یہ روا نہیں کہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو۔

دوسری حدیث پاک میں ارشاد نبوی ہے

اَیَرْمِی رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ، وَلَا یَرْمِیهِ بِالْكُفْرِ، إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَیْهِ، إِنْ لَمْ یَکُنْ صَاحِبُهُ کَذٰلِكَ[2]

ترجمہ: جو شخص کسی دوسرے کو فسق کا طعنہ دے یا کافر کہے اور وہ اس طرح (فاسق یا کافر) نہ ہو تو اس کا فسق اور کفر کہنے والے پر لوٹتا ہے۔

بہتان کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے

عن علیٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قال: البھتان علی البراء أثقل من السموات[3]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بہتان آسمانوں سے بھی زیادہ بوجھل ہے۔

---

[1] جامع ترمذی، کتاب البر والصلۃ، حدیث نمبر: 2151

[2] صحیح البخاری، باب ماینھی عن السباب واللعن، حدیث نمبر: 6045

[3] کنز العمال، حدیث نمبر: 8810

الغرض مسلمان پر بہتان باندھنے یا اس پر بے بنیاد الزامات لگانے پر بڑی وعیدیں آئی ہیں، اِس لیے اِس عمل سے باز آنا چاہیے۔

بہتان کی وجوہات

بہتان کی وجوہات درجہ ذیل ہیں

— بہتان کی بنیادی وجہ غفلت ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی کبریائی سے اور حضور نبی رحمت محبوب خدا ﷺ کی عظمت سے غافل ہوتا ہے کہ میں کتنے عظیم مالک اور کتنے عظیم المرتبت نبی ﷺ کو ناراض کر رہا ہوں۔

— نفاق کا بھی سبب بنتا ہے کیونکہ بہتان میں جھوٹ کا اشد ترین درجہ پایا جاتا ہے اور جھوٹ بولنا منافق کی علامت ہے۔

— حسد، بغض، کینہ بھی بہتان کی بڑی وجوہات ہیں۔ کہ اپنے منفی جذبات کو سکون پہنچانے کے لیے دوسرے مسلمان پر بہتان تراشی کرتا ہے۔

بہتان کے اثرات

بہتان کے اثرات درجہ ذیل ہیں

— بہتان لگانا اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور ملائکہ مقربین کی ناراضگی کا باعث بنتا ہے اور ایسا شخص لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔

— نیک بختیوں اور سعادتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

— ایسے شخص کو سماج اور معاشرے میں ناپسندیدہ اور بے وقعت سمجھا جاتا ہے۔

— اس کے اثرات سے ایک اچھا خاصا بہترین معاشرہ فساد اور برائی میں مبتلا ہو کر رہ جاتا ہے۔

— کسی پر بہتان لگانا ایک مسلمان کی شان سے بہت بعید ہے۔

بہتان دین کے متضاد ہے کیونکہ یہ فساد معاشرت پر مبنی ہے یعنی جس معاشرے میں بہتان ہو تو وہاں اتفاق واتحاد کی بجائے اختلافات، جھگڑے، لڑائیاں، فساد، قتل وغارت ہوتی ہیں جبکہ دین اصلاح معاشرہ کی بنیاد ہے۔

— بہتان کی وجہ سے معاشرے میں انتہاء پسندی جنم لیتی ہے۔

— ایک دوسرے کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔

بہتان کا علاج

بہتان کا علاج درج ذیل ہے

— بہتان کے نقصان کو محسوس کرنا کہ میں دنیا میں شرعی سزا اور آخرت میں جہنم کے عذاب کا مستحق بن گیا ہوں۔

— دائمی استغفار کرنا۔

— جس پر بہتان لگایا ہے اس سے معافی مانگنا۔

— علم کا دونوں جہتوں ترغیب وترہیب کے ساتھ ہونا یعنی قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے فرامین اور کردار کی روشنی میں بہتان تراشی کی سزاؤں سے آگاہی۔

— لاشعوری طور سے نکلنا کہ ہر وقت خدا کا یاد رہنا، اس احساس میں رہنا کہ میرے ہر عمل کو اللہ دیکھ رہا ہے۔

— اللہ کا خوف ہونا کہ میں کسی پر بہتان لگا کر اس کی دل آزاری کر کے اللہ کے عذاب کا مستحق بن رہا ہوں۔

— حضور ﷺ کا خوف کہ میرے اعمال ان کے پاس پہنچ رہے ہیں۔

ان چیزوں کی بہتان کے علاج میں اول درجہ کی حیثیت ہے لیکن ہم اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ باوجود انعامات وو عیدات کے علم کے اور صرف زبان سے توبہ توبہ کرنے کے باوجود بہتان تراشی عام ہے تو اس کا مستقل اور دائمی علاج صحبت صالح ہے جو انسان کے اندر سے بہتان کی بنیاد کو ختم کرتی ہے اور ان برائیوں کو جو بہتان کا سبب بنتی ہیں ان کی بنیاد کو ختم کرتی ہے۔ جس کی قدرے تفصیل اس کتاب کے آخری باب میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے جبکہ اس کی مکمل تفصیل کے لیے ہمارے ادارے کی تصنیف (الأربعین فی احتیاج المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعة) ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِ ﷺ قَالَ: لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

امارت کثرتِ مال سے نہیں ہوتی بلکہ اصل امارت دل کا غنی ہونا ہے۔

(اسے امام بخاری اور مسلم نے ذکر کیا ہے)

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِی النَّمِیمَۃِ

ایک کی بات دوسرے کو اس لئے پہچاناتا کہ انکا آپس میں تعلق خراب ہو، تفاوت اور لڑائی پیدا ہو، چغلی کہلاتی ہے۔اس کو سادہ زبان میں لگائی بجھائی بھی کہتے ہیں۔

نمیمہ

نمیمہ چغلی کی اگلی شکل ہے کہ اس میں دوسرے کی تذلیل مقصود ہوتی ہے اور روایات میں قتات (چغل خور) اور نمام (نمیمہ والے) کا فرمایا گیا ہے کہ دونوں جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔ نمام اور قتات دونوں میں عموم اور خصوص کا تعلق ہے۔

ہمارے معاشرے میں چغلی بہت عام ہے اس قسم کے لوگ جب تک اپنی لگائی ہوئی آگ سے کسی کا نشیمن جلتے ہوئے نہ دیکھ لیں انہیں کسی کروٹ چین نہیں آتا اور نہ ہی یہ ایک معرکہ سر کرنے کے بعد دوسرے میدان کی طرف بڑھ جانے میں تاخیر کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالٰی ہے:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ، هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ[1]

ترجمہ: اور آپ (بالخصوص) کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت (جھوٹی) قسمیں کھانے والا ہو، بے وقعت ہو، طعنے دینے والا، چغلیاں لگاتا پھرتا ہو۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

عن حذیفة رضی الله عنه، قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ قَتَّاتٌ[2]

1 سورۃ القلم آیت 10،11

2 صحیح البخاری، کتاب الادب، بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ، حدیث نمبر: 6056

وعند مسلم بلفظ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ [1]

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

اور مسلم شریف میں یہ الفاظ ہیں: چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

حضرتِ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: غیبت اور چغلی ایمان کو اس طرح قطع کر دیتی ہیں جیسے چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے [2]

حدیث شریف کے مطابق چغل خور کا جنت میں داخل ہونا منع ہے، اب ظاہر بات ہے کہ جب چغل خور جنت میں نہیں جائے گا تو یقینا جہنم میں جائے گا تو گویا چغل خوری کا انجام جہنم ہے۔

دوسری حدیث مبارکہ میں ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ مَرَّ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ، ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً، فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ: لِمَ صَنَعْتَ هَذَا فَقَالَ: لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا [3]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ایسی دو قبروں پر ہوا جن میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو عذاب کسی بہت بڑی بات پر نہیں ہو رہا ہے صرف یہ کہ ان میں ایک شخص پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا شخص چغل خوری کیا کرتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک ہری ڈالی لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں قبر پر ایک ایک

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ، حدیث نمبر: 290

[2] الترغیب والترھیب، کتاب الادب، حدیث نمبر: 28

[3] صحیح البخاری، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، حدیث نمبر: 1361

ٹکڑا گاڑ دیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شاید اس وقت تک کے لیے ان پر عذاب کچھ ہلکا ہو جائے جب تک یہ خشک نہ ہوں۔

حدیث مبارکہ ہے کہ ایک مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں شر پسند لوگوں سے آگاہ نہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چغلی کرنے والے، دوستوں کے درمیان فساد پیدا کرنے والے اور بے عیبوں کے عیب تلاش کرنے والے۔[1]

چغلی کو عربی زبان میں نمیمہ کہتے ہیں اور نمیمہ کی حقیقت یہ ہے کہ کسی شخص کی کوئی برائی دوسرے کے سامنے اس نیت سے کی جائے، تاکہ سننے والا اس کو کوئی تکلیف پہنچائے اور یہ شخص خوش ہو کہ اچھا ہوا اس کو یہ تکلیف پہنچی اور اس میں ضروری نہیں کہ جو برائی اس نے بیان کی ہو وہ حقیت میں اس کے اندر موجود ہو۔

چغل خوری غیبت سے زیادہ خطرناک گناہ ہے اس وجہ یہ ہے کہ غیبت میں نیت کا برا ہونا ضروری نہیں کہ جس کی غیبت کر رہا ہے اس کو کوئی تکلیف اور صدمہ پہنچے، لیکن چغل خوری میں بدنیتی کا ہونا ضروری ہے، لہٰذا چغل خوری دو گناہوں کا مجموعہ ہے، ایک تو اس میں غیبت ہے، دوسرا یہ کہ ایک مسلمان کو تکلیف پہنچانے کی خواہش اور نیت بھی ہے۔ اس لیے اس میں دگنا گناہ ہے۔ چغل خوری کی بہت صورتیں ہیں، ان میں مشہور صورت یہ ہے کہ چغل خور کسی سے کہہ دے کہ فلاں شخص تمہارے بارے میں یہ کہہ رہا تھا، لیکن چغل خوری کی صرف یہ ہی صورت نہیں، بلکہ اور بھی بہت سی صورتیں ہیں جو تعریف سے ظاہر ہیں۔

[1] مسند احمد بحوالہ احیاء العلوم، 03: 244

چغلی کی وجوہات

چغلی کی وجوہات درج ذیل ہیں

— چغلی عورتوں کے اندر کثرت سے پائی جانے والی مرض ہے اور یہ مردوں میں عورتوں اور مردوں کی مخلوط تعلیم اور اکٹھا بیٹھنے کی وجہ سے آتی ہے۔

— حسد چغلی کی بڑی وجہ ہے کیونکہ جس کی چغلی کر رہا ہے، اس کو تکلیف پہنچانا مقصود ہوتا ہے، اس سے کوئی ناراضی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے اس کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے، چوں کہ بسا اوقات خود اس پوزیشن میں نہیں ہوتا کہ اس کو براہ راست تکلیف پہنچائے لہٰذا اس کی چغلی کر کے کسی اور سے اس کو تکلیف پہنچانا چاہتا ہے۔

— دوسرے کی ہمدردی سمیٹنے کی خواہش بھی اس کی وجہ ہے یعنی جس کے سامنے چغلی کر رہا ہے، اس کے ساتھ محبت کا اظہار مقصود ہے، چغل خور چاہتا ہے کہ اس کے سامنے کسی کی چغلی کر کے اپنا مقام بنائے اور سننے والا یقین کرے کہ واقعی اس آدمی کو میرے ساتھ محبت ہے۔ اس لیے تو میری خیر خواہی کے لیے لوگوں کی باتیں مجھ تک پہنچاتا ہے اور میرے بارے میں جن لوگوں کے عزائم صحیح نہیں، مجھے نقصان پہنچانے کے درپے ہیں اور میرے خلاف منصوبے بنا رہے ہیں یہ بروقت مجھ کو مطلع کرتا ہے، اس کو واقعی مجھ سے محبت ہے، اسی محبت کی وجہ سے یہ سب کچھ کر رہا ہے۔

— محض دل لگی اور لغویات میں پڑنے کی عادت بھی چغلی کھانے پر اکساتی ہے۔

چغلی کے اثرات

چغل خوری کے اثرات درج ذیل ہیں

— چغلی اللہ تعالی، اس کے رسول اور ملائکہ مقربین کی ناراضگی کا باعث بنتی ہے۔

— چغل خور شخص نظروں سے گر جاتا ہے۔

— نیک بختیوں اور سعادتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

— ایسے شخص کو سماج اور معاشرے میں ناپسندیدہ اور بے وقعت سمجھا جاتا ہے۔

— اس کے اثرات سے ایک اچھا خاصا بہترین معاشرہ فساد اور برائی میں مبتلا ہو کر رہ جاتا ہے۔

— چغلی ایک مسلمان کی شان سے بہت بعید ہے۔

— چغلی دین کے متضاد ہے کیونکہ یہ فساد معاشرت پر مبنی ہے یعنی جس معاشرے میں چغلی کا رواج ہو تو وہاں اتفاق و اتحاد کی بجائے اختلافات، جھگڑے، لڑائیاں، فساد، قتل و غارت ہوتی ہے جبکہ دین اصلاح معاشرہ کی بنیاد ہے۔

چغلی کا علاج

چغل خور کا علاج درج ذیل ہے

— چغلی کے نقصان کو محسوس کرنا کہ میں دنیا میں بے وقعت اور آخرت میں جہنم کے عذاب کا مستحق بن گیا ہوں۔

— دائمی استغفار کرنا۔

— علم کا دونوں جہتوں ترغیب و ترہیب کے ساتھ ہونا یعنی قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے فرامین اور کردار کی روشنی میں چغلی کی سزاؤں سے آگاہی اور صلہ رحمی کے انعامات کی طرف میلان۔

— لاشعوری طور سے نکلنا کہ ہر وقت خدا کا یاد رہنا، اس احساس میں رہنا کہ میرے ہر عمل کا اللہ دیکھ رہا ہے۔

— اللہ کا خوف ہونا کہ میں کسی کی چغلی لگا کر اس کی دل آزاری کر کے اللہ کے عذاب کا مستحق بن رہا ہوں۔
— اللہ کا خوف ہونا کہ میں کسی پر بہتان لگا کر اس کی دل آزاری کر کہ اللہ کے عذاب کا مستحق بن رہا ہوں

حضور ﷺ کا خوف کہ میرے اعمال ان کے پاس پہنچ رہے ہیں۔

چغلی سننے والے کے لیے ہدایات

چغلی سننے والے کو چاہیے کہ چھ باتوں پر عمل کرے۔

1. یہ کہ چغل خور کا اعتبار نہ کرے، کیوں کہ چغل خور فاسق ہوتا ہے، اس کی شہادت بھی قابل قبول نہیں ہوتی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

> یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ[1]
>
> ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق اور شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو، کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر نہ پہنچا دو۔

2. یہ کہ چغل خور کو چغلی کھانے سے منع کرے، نصیحت کرے اور اس کے عمل کی برائی واضح کرے۔
3. یہ کہ چغل خور سے اللہ تعالیٰ کے واسطے بغض رکھے، کیوں کہ چغل خور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مبغوض ہے اور ایسے شخص سے نفرت کرنا واجب ہے جس سے اللہ تعالیٰ نفرت کرے۔
4. یہ کہ اس چغل خور کے کہنے سے اپنے غیر موجود بھائی کے متعلق بد گمان نہ ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

---

[1] سورة الحجرات، 06:49

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱجْتَنِبُوا۟ كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے

5. یہ کہ جو کچھ اس کے سامنے نقل کیا جائے، اسے سن کر مزید معلومات کی جستجو نہ کرے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس سے منع فرمایا

وَّلَا تَجَسَّسُوا۟[2]

ترجمہ: سراغ مت لگاؤ۔

یہ کہ جس بات سے چغل خور کو منع کرے، اس میں خود مبتلا نہ ہو، یعنی اس کی چغلی کسی دوسرے سے نقل نہ کرے، مثلاً کسی سے یہ کہنا کہ فلاں شخص نے مجھے فلاں آدمی کے بارے میں ایسا کہا ہے۔ چغل خور کو چاہیے کہ ذکر کردہ وعیدوں کا تصور کرے اور اس عادت کو چھوڑ دے اور یہ خیال بھی کرے کہ چغل خوری سے مقام بلند نہیں ہوتا، بلکہ کم ہوتا ہے اور لوگوں کو چغل خور سے نفرت ہو جاتی ہے، وہ قابل اعتبار نہیں رہتا۔ انعامات و وعیدات کے علم کے ساتھ ساتھ توبہ و استغفار کے ذریعہ اس بیماری سے اجتناب ممکن ہے لیکن وہ اجتناب عارضی ہوگا اگلے لمحے دل اگر برائی کی طرف مائل ہو گیا تو سب کچھ پیچھے رہ جائے گا اس لیے اس مرض سے ہمیشہ کی نجات کے لیے مرشد کامل کی صحبت ضروری ہے اس کے سینے کو دھوبی کی طرح یوں پاک کر دے کہ گناہ تو در کنار انسان کو گناہ کا خیال تک نہ آئے۔ اس پر تفصیلی نظر کے لیے اس کتاب کے آخری باب اور ہمارے ادارے کی تصنیف (الأربعين فی احتياج المرشد الكامل لحصول الاخلاص فی الطاعة) سے استفادہ فرمائیں۔

---

[1] سورة الحجرات، 12:49

[2] سورة الحجرات، 12:49

اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِي الْكَلَامِ الْفُحْشِ

ایسا کلام جو شریعت، تہذیب اور مروجہ اخلاق کے اعتبار سے رقیق ہو۔یعنی اس میں کراہت پائی جائے۔
اگر کلام رقیق از روئے شریعت ہو تو کراہت تحریمی ہو سکتی ہے اور اگر نہ ہو تو مکروہ تنزیہی.

اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ

> لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ [1]
>
> ترجمہ: بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی۔

ایک مسلمان کے لئے جس طرح شراب، خون اور خنزیر کے گوشت کا استعمال حرام ہے، اسی طرح فحش باتیں کرنا اور گالی گلوچ کرنا بھی حرام ہے، خواہ یہ حرکت کھلے مقام پر کی جائے یا بند کمرے میں۔ اللہ تعالی نے ایسی باتوں سے منع فرمایا ہے اور کراما کاتبین ہر وہ بات اعمال نامہ میں لکھ لیتے ہیں، جس کا ارتکاب انسان کرتا ہے، خواہ وہ بات بلند آواز سے کی جائے یا آہستہ۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

> أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ ۚ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ [2]
>
> ترجمہ: کیا اس گھمنڈ میں ہیں کہ ہم ان کی آہستہ بات اور ان کی مشورت نہیں سنتے ہاں کیوں نہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھ رہے ہیں۔

---

[1] سورۃ الانعام، 151:06

[2] سورۃ الزخرف، 81:06

فحش کلامی کی وجوہات

فحش کلامی کی وجوہات درج ذیل ہیں

— غفلت کی وجہ سے کہ اپنے مالک کی کبریائی سے لاپرواہ ہے کہ وہ میری بات کو سن رہا ہے اور ناراض ہو رہا ہے۔

— بے حیائی کی وجہ سے زبان سے ہر طرح کے کلمات نکلتے ہیں۔

— عدم برداشت کی وجہ سے کسی ناپسندیدہ امر کو دیکھ کر منہ سے ہر طرح کی بات نکلتی ہے۔

— جہالت کی وجہ سے کہ فحش کلام کرنے والے اور گالیاں بکنے والوں کی اکثریت جاہل ہوتی ہے، یعنی وہ قرآن وحدیث کے احکام سے ناواقف ہیں۔

— ماحول کے اثرات کی وجہ سے کہ جس ماحول میں انسان رہتا ہو اس کی عادات واطوار لاشعوری طور پر اس پر اثر انداز ہوتے ہیں تو اگر وہ ایسے ماحول مین پروان چڑھا ہے جہاں گفتگو میں تہذیب وحیا کی رمق نہ ہو تو اس کے اثرات زبان پر بھی ہوتے ہیں۔

فحش کلامی کے اثرات

فحش کلامی کے اثرات درج ذیل ہیں

— فحش کلامی کے سبب سے انسان مستحق جہنم بن جاتا ہے۔

— فحش کلامی کی وجہ سے انسان جنت سے محروم ہو جاتا ہے۔

— اس مرض کی وجہ سے انسان دوسروں کی نظروں میں بے توقیر ہو جاتا ہے۔

— فحش کلامی کرنے والے سے لوگ اپنی عزت آبرو کی خاطر کنارہ کشی کرتے ہیں۔

— دعا میں اثر ختم ہو جاتا ہے کہ جس زبان سے رب کی رضا کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اسی سے رب کی بارگاہ میں التجا کس طرح قبول ہو سکتی ہے؟

—— بعض ایسے لوگ بھی اس قسم کی حرکات میں ملوث ہیں، جو نماز، روزہ، زکوۃ اور دیگر فرائض پابندی سے ادا کرتے ہیں، یہاں تک کہ حضور ﷺ کی محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور جس زبان سے گالم گلوچ کرتے ہیں اسی سے نعتیں بھی پڑھتے ہیں تاہم انھیں یہ نہیں معلوم کہ اس طرح کی فحش کلامی کے سبب وہ قیامت کے دن مفلس ہوں گے۔

حدیث پاک ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الْمُفْلِسُ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاتِهِ وَصِيَامِهِ وَزَكَاتِهِ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا، فَيَقْعُدُ فَيَقْتَصُّ هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْتَصَّ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَايَا أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ [1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سوال کیا" :کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ مفلس کسے کہتے ہیں؟ "صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارے یہاں مفلس اسے کہتے ہیں جس کے پاس درہم و دینار اور ضروری سامان زندگی نہ ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :ہماری امت میں مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن روزہ، نماز اور زکاۃ کے ساتھ اس حال میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہو گی، کسی پہ تہمت باندھی ہو گی، کسی کا مال کھایا ہو گا، کسی کا خون بہایا ہو گا، اور کسی کو مارا ہو گا، پھر اسے سب کے سامنے بٹھایا جائے گا اور بدلے میں اس کی نیکیاں مظلوموں کو دے دی جائیں گی، پھر اگر اس کے ظلموں کا بدلہ پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو مظلوموں کے گناہ لے کر اس پر رکھ دیے جائیں گے اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

[1] سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الْحِسَابِ، حدیث نمبر: 2418

یقیناً فحش کلامی کرنے والوں کو جہنم کی آگ میں پھینکا جائے گا، الا یہ کہ وہ فحش کلامی سے توبہ کر کے ان تمام برائیوں کو چھوڑ دیں، کیونکہ جنت وہ جگہ ہے جہاں نہ کوئی بیہودہ باتیں کرنے والا ہو گا اور نہ فحش کلامی کرنے والا۔ جنتیوں کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا تَاْثِيْمًا[1]

ترجمہ: اس میں نہ سُنیں گے کوئی بیکار بات نہ گنہگاری۔

رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے ان امتیوں کو جنت کی ضمانت دی ہے، جو اپنے زبان کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنی زبان سے پاکیزہ کلمات ادا کرتے ہیں۔

حدیث پاک ہے

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ، وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ[2]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے لیے جو شخص دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی ذمہ داری دیدے میں اس کے لیے جنت کی ذمہ داری دیتا ہوں۔

اور بات کی درستگی بخشش اور درستگی اعمال کی اصلاح کا ذریعہ ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًاۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ[3]

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

---

[1] سورۃ الواقعۃ، 24:56

[2] صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، حدیث نمبر: 6474

[3] سورۃ الاحزاب، 33:71،70

انسان کی زبان اور شرمگاہ اس کی حفاظت جنت میں جانے اور جہنم سے بچنے کا ذریعہ ہیں یہی وہ دو چیزیں ہیں، جو انسان کو یا تو جنت میں لے جانے والی ہیں یا جہنم میں۔ اگر یہ پاکیزہ ہوں تو جنت اور ناپاک ہوں تو جہنم۔ لہذا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنی زبان کی حفاظت کرتے ہوئے صرف پاکیزہ کلمات کا استعمال کرے اور فحش کلامی سے خود بھی اجتناب کرے اور دوسروں کی اصلاح کرے۔

فحش کلامی کا علاج

فحش کلامی کا علاج درج ذیل ہے

— علم دین کا دونوں جہتوں ترغیب و ترہیب کے ساتھ ہونا یعنی قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے فرامین اور کردار کی روشنی میں فحش کلامی کی سزاؤں اور فحش کلامی سے اجتناب اور خوش اخلاقی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کردہ انعامات سے آگاہی۔

— اللہ کا خوف کہ یہ فحش باتیں اللہ کے ذکر سے خالی ہیں اور آخرت میں وجہ ندامت ہوں گی

— حضور ﷺ کا خوف کہ میرے اعمال ان کے پاس پہنچ رہے ہیں،

ان ظاہری اسباب علاج کو بروئے کار لانے سے انسان کچھ وقت کے لیے اس مرض سے بچ سکتا ہے لیکن اس مرض سے ہمیشہ کے لیے نجات پانے کے لیے اللہ کے خاص بندوں کی سنگت و صحبت لازم ہے جو انسان کے اندر سے فحش کلامی کو جڑ سے نکال کر باحیاء بناتی ہے۔ اس حقیقی اور دیرپا علاج کے لیے دیکھیئے ہماری تصنیف (الأربعین فی احتیاج المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعة) ملاحظہ فرمائیں۔

آفاتِ زبان کا بنیادی کا علاج - تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب

جب انسان کو کوئی بھی مرض لاحق ہوتا ہے تو اس کے جس حصے میں مرض ہوتا ہے وہ حصہ صحیح طور پر کام نہیں کر پاتا بلکہ بعض اوقات وہ مرض اس حصے کے ساتھ ساتھ کئی اور چیزوں کو بھی خراب کر دیتا ہے، بالکل اسی طرح جب انسان کے دل میں ایمان کی کمی کا مرض ہوتا ہے، یعنی انسان زبان سے اقرار تو کرتا ہے اور دل سے مانتا بھی ہے لیکن اس کا دل احکاماتِ خدا کو نہیں مانتا، اس کا دل اللہ کی منع کردہ چیزوں کو اپنے لیے برا اور نقصان والا نہیں سمجھتا، تو یہ ایک بنیادی مرض ہے جس کا اثر انسان کے افعال کے امراض یعنی نا پسندیدہ اعمال کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

امراض مذکورہ کا پہلا علاج علم دین دونوں پہلوؤں یعنی ترغیب اور ترہیب کے ساتھ ہے یعنی انسان کو قرآن و حدیث میں مذکور وعیدات اور مبشرات کا علم ہو کہ اگر میں ان امراض میں مبتلا ہوں گا تو میری یہ سزا (جہنم، عذاب الٰہی) ہو گی اور اگر میں ان سے اجتناب کروں گا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام و اکرام (جنت اور دیدار الٰہی) نصیب ہوں گے۔ لیکن دین کا علم جاننے کے باوجود انسان کی طبیعت سے یہ امراض دور نہیں ہوتے جس کیلئے مستقل علاج کی ضرورت ہے جو ان امراض کو جڑ سے ختم کر دے۔ اور دوبارہ اس مرض میں مبتلا ہونے سے روکے۔

نفسِ انسان کی بناوٹ اور اجزاء کی تاثیر

کوئی بھی چیز جن مادی اجزاء سے بنتی ہے اس میں ان اجزاء کی تاثیر پائی جاتی ہے بالکل اسی طرح نفس جن مادی اجزاء سے بنا ہے اس میں ان اجزاء کی تاثیر اس کی خصلتوں کے اندر موجود ہے۔ نفس چار اجزاء سے مرکب ہے آگ، ہوا، پانی اور مٹی۔ تو ہوا کی خصلت اکھاڑنا اور ادھر ادھر پھینکنا یہ غصے کا معدن ہے۔ پانی کی خصلت ہر چیز کو اپنے اندر ہڑپ کر دینا ہے یہ حرص و ہوس و لالچ کا معدن ہے۔ آگ کی خصلت ہر چیز کو جلا دینے کی ہے تو نفس میں حسد، بغض اور کینہ پایا جاتا ہے۔ اسی طرح مٹی کے اندر عجب اور تکبر کی خصلت

پائی جاتی ہے۔ یہ ساری چیزیں مل کر اس نفس کی ساخت کا حصہ بنتی ہیں۔ اسلئے جب کوئی بھی حکم اس کو ملے تو وہ اپنی خصلت کی وجہ سے جو کہ فطری طور پر اس میں موجود رہتی ہے اپنا اثر ظاہر کرتی ہے اور سرکشی کا مرتکب ہوتا ہے۔ جب یہ اپنی سرکشی چھوڑ کر اطاعت میں آتا ہے تو پھر یہی نفس فرشتوں سے بھی زیادہ اللہ کی محبت اور رحمت حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ اس کو اپنی فطرت چھوڑ کر صبر اور اطاعت کی وجہ سے فرشتے سے زیادہ اجر ملتا ہے۔ اسی وجہ سے انسان مرتبہ اور فضیلت میں فرشتوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ حضرت انسان اللہ کریم کا خلیفہ ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے نفس معصوم تھے وہ مکمل طور پر اطاعت والے بھی تھے۔ مگر اس کے باوجود بھی حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں،

> وَمَآ أُبَرِّئُ نَفْسِيٓ ۚ إِنَّ ٱلنَّفْسَ لَأَمَّارَةٌۢ بِٱلسُّوٓءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيٓ ۚ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ[1]
>
> ترجمہ: اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو اس نفس کی حقیقی معنوں میں پہچان تھی اور وہ اس کی ہیئت سے بخوبی واقف بھی تھے۔ اسلئے افضل الانبیاء محبوب خدا حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی نہ صرف یہ مرغوب دعا تھی بلکہ آپ کا فرمان عالی شان تعلیم امت کیلئے آج بھی روز روشن کی طرح ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

> اللَّهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ[2]
>
> ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں، تو مجھے آنکھ جھپکنے تک کے لیے بھی مجھے میرے نفس کے حوالے نہ فرمادے، اور میرے سارے معاملات درست فرمادے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

[1] الیوسف، 53:12

[2] اخرجه ابو داؤد فی السنن، کتاب النوم، باب ما یقول اذا اصبح، حدیث نمبر: 5090

انسان اس وقت تک کامل بندہ نہیں بن سکتا جب تک ظاہراً اور باطناً برائیوں سے بچ نہیں جاتا۔ان برائیوں سے اجتناب کیلئے اس برائی کے بارے میں علم کا ہونا ضروری ہے۔اور کسی چیز کا علم ہونا دو طرح سے ہوتا ہے۔ایک علم محض ہے جس میں فقط اس چیز کا نام معلوم ہو اسکی ماہیت، اثرات کا کچھ پتا نہ ہو اور دوسرا ہوتا ہے عِلمٌ عَلٰی وَجۡہِ الۡبَصِیۡرَۃ یعنی اس کے بارے میں مکمل آگاہی حاصل ہو جانا۔

جب کسی برائی کے بارے میں مکمل آگاہی حاصل ہو جائے یعنی اس کی تعریف، اقسام، اثرات اور وجوہات معلوم ہو جائیں تو اس کی روشنی میں اپنے آپ کو پرکھنا آسان ہو جاتا ہے۔اس لئے اس کتاب میں ہر مرض باطنی کے آخر میں جزوی علاج کا ذکر کیا گیا ہے۔اور اس علاج میں علم کا پہلا درجہ ہے کیونکہ انسان کے نفس کو اللہ تعالیٰ نے عقل اور علم عطاء فرمایا۔اور یہی اس کو دیگر مخلوقات سے شرف دیتے ہیں۔اب عقل ہی کی بات لیں تو یہ عقل ہی اس کو گمراہی میں بھی لے جاتی ہے اور یہی عقل اس کو اطاعت میں بھی لے جاتی ہے۔جب انسان عقل کو اپنے لئے، اپنے مقاصد اور اپنی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے استعمال کرتا ہے۔تو پھر عقل اس انسان کو اللہ تعالیٰ اور اس کی اطاعت سے دور لے جاتی ہے۔اور جب انسان اللہ تعالیٰ کو پہچانتے ہوئے اپنے مالک، اپنے خالق حقیقی سے تعلق استوار رکھتے ہوئے عقل کو استعمال کرتا ہے تو پھر یہ نفس اطاعت کی طرف آتا ہے اس عقل کو عقل سلیم کہتے ہیں۔اور اس عقل سلیم کیلئے علم کی ضرورت ہے۔اسی لئے حضرت انسان کی بڑائی، فضیلت اور عظمت اس علم کی بدولت ہے۔لیکن اس علم کی وجہ سے جو اس کو نفع دے یعنی معرفت خداوندی کا علم جو اس انسان کو اپنے رب کے سامنے اپنے نفس کی کمتری اور خداء وحدہٗ لاشریک کی کبریائی واضح کر دے۔اللہ کریم کی معرفت والا علم ہی اس نفس کی اصلاح اور اس کے امراض کی دوری کیلئے نفع والا علم ہے۔اس معرفت کے بغیر علم جو اس کی اپنی ذات کی خوشنودی کیلئے ہے۔وہ سانپ کی طرح ہے۔علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مقام پر کیا خوب فرمایا،

علم را برائے تن زنی مار بود　　　　علم را برائے دل زنی یار بود

مذکورہ امراض سے بچاؤ کیلئے حقیقی علمِ نافع

علم نافع اصل میں وہ ہے جو کہ انسان کو اللہ کی معرفت دیتا ہے جس علم کے ذریعے انسان اپنے آپ کو برائی سے بچا کر اور ان کاموں کی طرف جن کا اس کو اس کے پیدا کرنے والے نے حکم دیا ہے ان پر وارفتگی اور رغبت کے ساتھ عمل پیرانہ ہو جائے وہ نافع نہیں اس کی مثال یوں سمجھیں ایک دوکاندار جانتا ہے کہ اللہ سمیع و بصیر ہے۔ مگر اس کا دل ماسوی اللہ کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے وہ " ذکر واذکار " یا " سمیع یا بصیر " کی طرف راغب تو ہو گا۔ مگر جب کوئی دوسری دوکان والا آئے گا اور اپنی دوکان کیلیے سامان طلب کرے گا تو وہی دوکاندار (جو تسبیح پر اللہ تعالیٰ کے سمیع اور بصیر ہونے کا ورد کر رہا ہے) محض تھوڑے سے فائدے کے لیے ٹال مٹول کر کے یا جھوٹ بول کر دوسرے دوکاندار کو مطلوبہ سامان کی عدم موجودگی کا اظہار کرے گا اور ذات خدا سے غفلت کا یہ عالم ہے کہ یہ نافرمانی والا فعل کرتے وقت اللہ کا سمیع (ہر چیز سننے والا) ہونا اور بصیر (ہر چیز دیکھنے والا) ہونا اس دکاندار کو محسوس نہ ہوا۔ دوسری مثال دیکھ لیجیئے کہ باوجود اس ذکر واذکار کے اگر کوئی خوبرو غیر محرم عورت سامنے آجائے تو شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ اپنی نگاہ نیچی کر لے مگر اس شخص کا انداز تو یہ ہوتا ہے کہ اس خوب رو چہرے کو دیکھنے کے ساتھ وہ اور زیادہ ذکر سبحان اللہ، ماشاءاللہ کہنا شروع کر دیتا ہے۔ اب اگر غور کریں تو جس رب کے نام کی تسبیح کی جارہی ہے فاین اللہ؟ (وہ کہاں ہے)۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ باوجود علم دین کے اور اللہ تعالیٰ کی صفات (سمیع و بصیر) کے تکرار کے اس کا دل ہمہ وقت ماسوی اللہ کی طرف مائل رہا۔

اسکی ایک عقلی مثال زیادہ قابل فہم ہے جیسے گُڑ کو اگر پانی کے گلاس کے پاس بھی رکھ دیا جائے تو پانی میٹھا نہ ہو گا۔ اگر گڑ کو پانی کے محض اندر ڈال دیا جائے پھر بھی پانی میٹھا نہ ہو گا۔ پانی میٹھا اسی وقت ہو گا جب گڑ کو پانی میں کوئی گھول دے۔ اسی طرح علم دین صرف معلومات تک محدود ہو اور عمل واخلاص کے درجہ تک نہ پہنچا تو اس وقت تک اسی طرح آدمی کے ساتھ رہتا ہے جیسے دوکاندار کو پتا تو تھا کہ اللہ سمیع ہے اللہ بصیر

ہے۔ وہ اپنی زبان سے اس کا تکرار بھی کر رہا تھا۔ یہ اسی طرح تھا جیسا کہ گڑ پانی میں نہیں بلکہ اس کے ساتھ رکھا ہے اس میں گھلا نہیں۔ اسی طرح وہ باوجود اس ذکر واذکار کی کثرت کے مطلوبہ سامان کی موجودگی میں عدم موجودگی کا اظہار کر کے دھوکہ بھی دیتا ہے جو کہ شریعت میں منع ہے اور اس کا ذکر واذکار اس کو یہ فہم وادراک بھی نہیں دیتا کہ خدا نے دھوکہ دینے سے منع فرمایا ہے اور خوب رو چہرے کی طرف دیکھ کر نظریں نیچے بھی نہیں کرتا بلکہ اسی ذکر واذکار کی حالت میں اس کو ٹکٹکی باندھ کر تکتا جائے گا۔ اس جگہ بھی اس کو خداوند قدوس کا حکم (کہ غیر محرم سے اپنی نظروں کی حفاظت کرو اس کے سامنے نہیں رہتا) یہ ایسے ہی ہے کہ گڑ تو موجود ہے پانی کے اندر گھلا نہیں، اس کی طبیعت کا حصہ نہیں بنا۔ اب کوئی ایسی نگاہ، کوئی ایسی کامل صحبت چاہیے جو اس علم کو اس کی طبیعت کا حصہ بنادے، اس کے اندر گھول دے، اس کے دل تک پہنچا کر اس کا حصہ بنادے اس طرح کہ اس پر عمل کرنا بغیر کسی تکلف کے ہو بلکہ اس سے شریعت مطاہرہ پر عمل کئے بغیر رہا نہ جائے اور اس کو عمل میں اخلاص بھی حاصل ہو جائے۔ اسی کے متعلق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قَالَ الْإِمَامُ مَالِكٌ: مَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ، وَمَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ يَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ، وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ [1]

ترجمہ: حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس نے فقہ کا علم سیکھا اور تصوف نہ پڑھا وہ فاسق ہو گیا اور جس نے تصوف کا علم پڑھا اور فقہ نہ پڑھی وہ زندیق بن گیا اور جس نے دونوں کو جمع کیا (حاصل کیا) وہ کامل بن گیا۔

اکیلا علم پڑھ کر تزکیہ نفس کے حصول کی خواہش اور تمنا رکھنا محض خام خیالی ہے۔ کیونکہ محض علم انسان کو رغبت اور چاہت سے خالی رکھتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی اپنی مرضی سے کثیر نوافل کا پابند تو ہو گا مگر داڑھی بھی

[1] ملا علی قاری، شرح مشکوۃ المصابیح، 1: 313

کاٹتا ہو گا یا ایک شخص اپنے بیٹے کے ولیمے پر تو لاکھوں خرچ کرتا ہے مگر زکوۃ کی ادائیگی کو تاوان سمجھتا ہے۔
تزکیہ نفس صرف شریعت کے ساتھ ہے اور شریعت محض ادب کے ساتھ صحبت کامل پیر کا ثمر ہے۔

تصفیہِ قلب

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس انسان کے اندر ایک ایسا مقام رکھا ہے۔ جو اس کے کردار، اعمال اور اخلاق کے درمیان پل کا کردار ادا کرتا ہے اور وہ مقام قلب (دل) ہے کیونکہ جب اس میں کوئی خواہش جنم لیتی ہے تو اس کا دل اگر اس خواہش پر راضی ہو جائے تو پھر اسکو کر گزرتا ہے۔ اور اگر دل اسکو منع کردے تو یہ رک جاتا ہے۔ اسلئے اس کو سرکشی سے روکنے کیلئے یہ دل ایک بہت بڑی دولت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے۔ اور دل ایمان کی جگہ ہے اسی کے ذریعے ایمان والا بندہ نفس کی سرکشی سے نکل کر اپنے رب کی اطاعت کی طرف آتا ہے۔ اسی حوالے سے حدیث مبارکہ میں وارد ہوا ہے کہ اس نفس کا مقابلہ قلب سے کرو، اس قلب سے جو ایمان سے مزین ہے۔ کیونکہ اصل معاملہ تو بندے کے اندر کا ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً: إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ[1]

ترجمہ: خبردار! بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ایسا ہے کہ اگر وہ درست ہے تو سارا بدن درست ہے اور اگر وہ فاسد ہو گیا تو سارا بدن بگڑ گیا خبردار! وہ دل ہے۔

اور ایمان سے مزین قلب کی بھی تین حالتیں قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں۔

قلب سلیم

إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ[2]

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب الایمان، باب فضل من استبراء لدینہ، حدیث نمبر: 52
[2] الفرقان، 89:25

ترجمہ: جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔

اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ[1]

ترجمہ: جبکہ اپنے رب کے پاس حاضر ہوا غیر سے سلامت دل لے کر (کنزالایمان)۔

قلب منیب

مَّنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبِ[2]

ترجمہ: جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع کرتا ہوا دل لایا۔

قلب شہید

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ[3]

ترجمہ: بے شک اس میں نصیحت ہے انکے لئے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو۔

قلب شہید معرفت کے ارتقاء سے مزین ہونے کے بعد اللہ کے فضل کیساتھ انسان کو وہ درجہ عطا کرتا ہے جو کہ حقیقی معنوں میں انسان کو احسان کے درجے پر فائز کر دیتا ہے۔ یعنی وہ اپنے رب کی اطاعت و فرمانبرداری ایسے کرتا ہے جیسے وہ اپنے پاک اور سبحان رب کو دیکھ رہا ہو۔ اور یہ انعام فقط ایمان والوں کیلئے ہے۔ اسلیئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ[4]

ترجمہ: فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

---

[1] الطفت، 84:37

[2] قٓ، 33:50

[3] قٓ، 37:50

[4] الزمر، 09:39

بے ایمان انسان کا کردار کسی طرح کا بھی ہو اخلاق کسی طرح کا بھی ہو مگر اس کے اندر مقصود اسکی اپنی ذات ہو گی۔ جبکہ ایمان والے کے اندر مقصود فقط اللہ تعالی کی رضا ہو گی۔ اسلئے اللہ تعالی کی رضا والا بندہ معاملات میں انصاف کی اتنی اعلیٰ مثال ہو گا کہ اس کا کوئی توڑ یا پھر ہمسر نہیں ہو گا اور باقی ایمان سے خالی قلوب والے چاہے وہ دنیاوی اعتبار سے کسی بھی مقام پر ہوں ان کے کوئی نہ کوئی اپنے مقاصد ضرور ہوں گے۔ اسلئے علم اس وقت کام آتا ہے جب معرفت خداوندی کیساتھ اس نفس کو امراض باطنیہ سے پاک کر کے اللہ کی اطاعت و محبت کی طرف لے جانے والا ہو۔

ورنہ اسی علم سے خداوند قدوس نے انسان کو اسکی حقیقت دکھانے کیلئے سورۃ نمل میں چیونٹی کو ایسا علم دیا کہ اسکو تین میل دور سے آتے ہوئے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کا علم ہو گیا۔ اور بروقت ممکنہ نقصان سے بچنے کیلئے اپنے ساتھیوں کو ہدایت بھی فراہم کیا۔ جس کو قرآن پاک میں یوں بیان کیا گیا کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر

حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوۡا عَلٰى وَادِ النَّمۡلِۙ قَالَتۡ نَمۡلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمۡلُ ادۡخُلُوۡا مَسٰكِنَكُمۡ‌ۚ لَا يَحۡطِمَنَّكُمۡ سُلَيۡمٰنُ وَجُنُوۡدُهٗۙ وَهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ[1]

ترجمہ: یہاں تک کہ وہ چیونٹیوں کے نالے پر آئے ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ، تمہیں کچل نہ ڈالے سلیمان (علیہ السلام) اور ان کے لشکر بے خبری میں۔

جب کہ آج انسان ارتقاء کے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد بھی دور حاضر کے جدید ریڈار اور ٹیکنالوجی وغیرہ کو انتہائی درجے تک استعمال کرنے کے باوجود، انسان اپنی تمام تر پری پلاننگز اور علمی و تکنیکی ارتقاء کے باوجود کئی واقعات کی پیشگی کی اطلاع سے بے خبر رہ جاتا ہے مگر چیونٹی کو لشکر کے آنے کی اطلاع بغیر کسی ریڈار اور آلے کے مل گئی، تو اے بندے اگر علم سے مراد صرف اطلاع ہونا ہے تو پھر چیونٹی کو تو انسان سے زیادہ علم ہے۔ اسی طرح ایک مثال ایک اور جانور یعنی کتے کی ہے جو سونگھ کر بہت ساری چیزوں

[1] النمل، 27:18

کی معلومات کر لیتا ہے۔اور انسان اپنی جدت آمیز کاروائیوں کے باوجود اکثر اوقات اس قسم کی حس کو نہیں پہنچ سکتا۔ ثابت ہوا کہ صرف معلومات امراض باطنیہ کے علاج کے لیے کافی نہیں بلکہ اس علم پر عمل اور عمل میں اخلاص کا ہونا ضروری ہے اور علم پر عمل اور اس میں اخلاص طبیعت کے امراض کی اصلاح اور علاج سے حاصل ہوتا ہے۔

اصلاح و تزکیہ نفس

اللہ پاک نے اپنے پاک کلام میں فرمایا کہ

> قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ [1]
>
> ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا۔

اب اس نفس کی صفائی کیلئے نہ صرف خداوند قدوس نے ذرائع فراہم کئے بلکہ کما حقہ ان سے مستفید ہونے کیلئے انسانی دو جذبوں شوق اور خوف کو بھی متحرک کیا ہے۔اسی لئے اللہ نے فرمایا

> قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝ [2]
>
> ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچا جس نے اسے ستھرا کیا۔اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا۔

تزکیہ کا معنی ہے اپنے قلب سے عقائد باطلہ اور گناہائے کبیرہ کی طرف میلان کو زائل کرنا اور خضوع اور خشوع سے نماز پڑھنے کا معنی یہ ہے کہ جو شخص اپنے رب کے سامنے منکسر اور متواضع ہوتا ہے، اس کا دل اللہ تعالیٰ کے جلال اور اسکی عظمت سے منور ہو جاتا ہے، پھر اس نور کی وجہ سے اس کے تمام اعضاء سے خضوع اور خشوع ظاہر ہوتا ہے۔

---

[1] الاعلیٰ،87:14

[2] الشمس،91:10

دنیاوی چند روزہ لذات کی محبت سے اجتناب کیلئے اللہ پاک نے انسان کو اپنے پاک کلام میں تلقین کی ہے۔اسی پر ہی قرآن بھی اس انداز سے زور دیتا ہے۔

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ۝۴۰ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰىؕ۝۴۱ [1]

ترجمہ: اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے۔

اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مناسب طریق پر اطاعت خداوندی کو پروان چڑھانے کا انتظام کیا جائے تاکہ نفس انسانی اور خود اخلاقی حکم کی خلاف ورزی کی بجائے اخلاقی حکم یعنی فرمان خداوندی کی بجاآوری پر آمادہ ہو یعنی وہ تسلیم ورضا کے زیور سے مزین وآراستہ ہو جائے۔

اسلئے آفات نفس سے نجات وفلاح اس کے تزکیہ وتربیت اور اصلاح وتطہیر سے ممکن ہے۔ تصوف نفس کی اصلاح وتطہیر کا اہتمام کرتا ہے اور جب نفس انسانی اصلاح پذیر ہو کر مزکی اور منقاد ہو جاتا ہے تو "نفس لوامہ "اور پھر "نفس راضیہ ومرضیہ "کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔

تزکیہ نفس اور امراضِ باطنہ سے نجات کو حدیث میں "جہاد اکبر "سے تعبیر کیا گیا ہے۔

عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رضی الله عنه، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ق يَقُوْلُ: اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ [2]

ترجمہ: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: (بڑا) مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے خلاف جہاد کرتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رضی الله عنه، قَالَ: قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَوْمٌ غُزَاةٌ، فَقَالَ: قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ. قِيْلَ: وَمَا الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ، قَالَ: مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ. [3]

[1] النازعات، 41:79

[3] اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل من مات مرابطًا ،حدیث نمبر: 1621

[4] اخرجه البیهقی فی الزهد الکبیر ،حدیث نمبر: 373

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس غازیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں جہادِ اصغر (جہاد بالسیف) سے جہادِ اکبر (جہاد بالنفس) کی طرف لوٹ کر آنا مبارک ہو۔ عرض کیا گیا: جہادِ اکبر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کا اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے۔

(اس موضوع کی تفصیل کے لیے دیکھیے ہماری تصنیف الاربعین فی معرفة النفس و تزکیتها)

اور اسی فرض کی تکمیل کیلئے خداوند قدوس نے احسان کرتے ہوئے نہ صرف استاذ رہبر رہنما کی صورت میں انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ عطا کیا بلکہ قلب کی دلچسپی اور وارفتگی کو بھی درست کرنے کا انتظام کیا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے یعنی جتنی بھی چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں ان میں سے سب سے زیادہ عزت و تکریم انسان کو عطاء فرمائی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا[1]

ترجمہ: اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں (بطور) روزی دیں اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا۔

یہ تکریم اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کی کسی کاوش کوشش کی بناء پر نہیں دی بلکہ محض اپنے کرم و فضل سے عطاء فرمائی ہے اب اللہ تعالیٰ نے باعتبار تخلیق کہ انسان کو جو عزت و تکریم عطاء فرمائی ہے اس تکریم کو باقی رکھنا انسان کا مقصد حیات ہے اسی تکریم کے ساتھ زندہ رہنا اس کی بندگی ہے۔

[1] بنی اسرائیل، 70:17

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ[1]

ترجمہ: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

ثابت ہوا کہ تکریم انسانی تقوٰی پر منحصر ہے اگر انسان متقی ہے تو وہ شرف والا ہے اگر نہیں تو صرف شکل و صورت تو انسان والی ہے لیکن باقی مخلوقات سے شرف والا جوہر اس میں نہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بعض انسانوں کو جو شرف بندگی سے دور رہے انکو چوپائے قرار دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَلَقَدۡ ذَرَاۡنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ بِهَا وَلَهُمۡ اَعۡيُنٌ لَّا يُبۡصِرُوۡنَ بِهَا وَلَهُمۡ اٰذَانٌ لَّا يَسۡمَعُوۡنَ بِهَا اُولٰٓـئِكَ كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ[2]

ترجمہ: اور بے شک ہم نے جہنم کے لیے پیدا کیے بہت جن اور آدمی، وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں اور وہ کان جن سے سنتے نہیں وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ وہی غفلت میں پڑے ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا

اَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰٮهُ ؕ اَفَاَنۡتَ تَكُوۡنُ عَلَيۡهِ وَكِيۡلًا ۙ اَمۡ تَحۡسَبُ اَنَّ اَكۡثَرَهُمۡ يَسۡمَعُوۡنَ اَوۡ يَعۡقِلُوۡنَ ؕ اِنۡ هُمۡ اِلَّا كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ سَبِيۡلًا[3]

[1] الحجرات، 12:49

[2] الاعراف، 179:7

[3] الفرقان، 44:25، 43

ترجمہ: کیا تم نے اُسے دیکھا جس نے اپنے جی کی خواہش کو اپنا خدا بنالیا تو کیا تم اس کی نگہبانی کا ذمہ لو گے؟ یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں بہت کچھ سُنتے یا سمجھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ اُن سے بھی بدتر گمراہ۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جس انسان کو اللہ پاک نے اشرف بنایا ہے اسی کو جانوروں سے بھی بدتر فرمایا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمانے کے بعد ہر زمانے میں اس کے شرف اور تکریم کو قائم رکھنے کے لیے شرف اور تکریم سے مزین اپنے خاص بندے انبیاء کرام مبعوث فرمائے جو جو لوگ ان برگزیدہ ہستیوں سے وابستہ ہوتے گئے وہی ذلت کی پستیوں سے نکل کر تکریم کی بلندیوں پر پہنچتے گئے اور جو اپنے شرفِ کے راز کو چھوڑ کر اپنے آپ کو خود نقصان میں ڈالتے گئے یعنی ان اوصاف کو اختیار کرتے رہے جو رب کے ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے ان کو تکریم سے دور لے گئے یعنی ان اوصاف سے بے بہرہ رہے جو باعث تکریم تھے یعنی ان باطنی امراض کا شکار ہو گئے جن نے دیمک کی طرح باعثِ تکریم امر یعنی بندگیِ خدا کو ان کے اندر سے ختم کر دیا اور انکے نفوس و قلوب برے اخلاق کی آماجگاہ بنتے گئے۔

اسی نظام قدرت کے تحت اللہ تعالیٰ کے خاص بندے تشریف لاتے رہے انسانوں کو باطنی و ظاہری عیوب سے پاک کر کے انسانیت کی راہ پر چلاتے رہے ساری کائنات کے لیے باعث شرف ذات مبارک ﷺ کی آمد سے پہلے لوگ باطنی امراض کا شکار ہو کر اخلاق کی پستیوں میں جا چکے تھے حرص و لالچ، بخل، جبن، کسل جیسی بیماریوں کی وجہ سے کوئی رشتہ ناطہ، معاشرتی اقدار، اخلاقی تہذیب و تمدن کچھ بھی باقی نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے انسان کے باطن کو امراض باطنیہ سے پاک کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ، اور ان کے وارثین آل و اصحاب رضوان اللہ علیہم، تابعین، تبع تابعین اور اولیائے کاملین وغیرہ، استاذ، رہبر، رہنماء و مرشد کی حیثیت میں عطاء فرمائے۔

آفاتِ زبان کی معالج-نسبتِ مرشد کامل

(ذریعہِ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب)

اللہ تعالیٰ کو انسان اتنا محبوب ہے کہ اس نے انسان کو اوصاف رذیلہ سے پاک کرنے کیلئے اس پر رحمت کرتے ہوئے اسکے لیے دین اسلام پسند فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ[1]

ترجمہ: بے شک اللہ کے ہاں اسلام ہی دین ہے۔

یہی دین انسان کی بھلائی اور بہتری کا راستہ ہے جیسا کہ بنی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: الدِّينُ النَّصِيحَةُ قُلْنَا: لِمَنْ قَالَ: لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ[2]

ترجمہ: حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "دین بھلائی ہے" ہم نے عرض کی کہ کس کیلئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کیلئے اس کی کتاب کیلئے اور اس کے رسول ﷺ کیلئے اور آئمہ مسلمین کیلئے اور عام لوگوں کیلئے (بھلائی ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے اس بھلائی کے حصول کے کیلئے استاذ، رہبر اور رہنما "انبیاء علیہم السلام" کی صورت میں عطاء کئے، آسان الفاظ میں، علم، استاذ، شاگرد، اور ان کے مابین ایک تعلق ہے جس کے نتیجے میں شاگرد استاذ سے فیض یاب ہوتا ہے یہی وہ طریق ہے جو ابتدائے نسل انسانی سے اختیار کیا گیا اور اسی حکمت کے تحت اللہ پاک نے انبیائے کرام کا سلسلہ جاری فرمایا کہ وہ انسانوں تک روشنی پہنچانے کا فریضہ انجام دیتے

[1] آل عمران، 19:3

[2] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحة، حدیث نمبر: 196

رہیں۔ استاذ، رہبر کارشتہ، اللہ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہے کیونکہ یہ نعمت اس کے لیے اخلاق رذیلہ سے تزکیہ نفس کر کے ایمان، حصول بندگی، رجوع الی اللہ اور باقی ہر ہر نعمت تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ استاذ کی اس عظیم نعمت کی عظمت کو واضح کرتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوعَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ[1]

ترجمہ: بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول ﷺ بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اللہ نے لاتعداد نعمتوں سے نوازتے ہوئے کبھی ان کا ذکر یوں نہیں فرمایا کہ یہ میں نے تم پر احسان کیا، مگر نعمت عظمیٰ کا ذکر کرتے ہوئے خبردار کیا کہ اس عظیم نعمت کو ہلکا جاننے کی جسارت نہ کرنا، یہ میرا احسان ہے کہ میں نے تم میں ایسا کامل رہبر ور ہنما بھیجا ہے۔ جو علم کی ہر جہت میں کامل و اکمل ترین ہے۔ یہ رہبر کامل تمہیں نہ صرف میری آیتوں کے ذریعے میرے احکامات پہنچاتا ہے بلکہ اس کی سنگت، صحبت اور نورانی توجہ امراض باطنیہ سے نفوس و قلوب کا تزکیہ کر کے بندے کو بندگی میں ڈھالتی ہے یعنی اس کی صحبت و سنگت کی بدولت انسان کو شرف اور تکریم نصیب ہوتی ہے جسکے نتیجے میں احکامات الٰہی بندے کی طبیعت کا حصہ بن جاتے ہیں، ان کی حکمت بندے کے دل میں اس طرح اتر جاتی ہے گویا کہ اتمام باطنی امراض بندے سے مکمل دور ہو جاتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں حضور اکرم ﷺ کی آمد کے مقصد میں تین چیزیں ذکر کی گئی ہیں، پہلی "تلاوت آیات" دوسری" اوصاف رذیلہ سے نفوس و قلوب کا تزکیہ "تیسری" تعلیم کتاب و حکمت"۔

---

[1] آل عمران:164

ان تین مقاصد میں سے ایک باطنی امراض سے نفس کو پاک کرنا ہے یعنی رسول اکرم ﷺ کتاب و حکمت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاق کو سنوارتے تھے اسی وجہ سے وہ معاشرہ جہاں حسن اخلاق کا دور دور تک کوئی وجود تک نہ تھا اپنی ماں کو ماں نہیں سمجھا جاتا تھا، بیٹیوں کو زندہ درگور کردیا جاتا تھا حرص، جبن، بخل کی یہ حالت تھی چھوٹی چھوٹی بات پر کئی دہائیاں جنگیں ختم نہیں ہوتی تھیں اور یوں کئی انسانی جانیں ضائع ہو جاتی تھیں اس صورت حال سے دوچار معاشرے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے احسان کرتے ہوئے اپنے محبوب کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا اب جو ذات دوسروں کے اخلاق کو رذیلہ سے حمیدہ بنانے آئی تھی تو اسکا معیار کیا تھا؟

استاذ و مرشدِ حقیقی ﷺ کی شان و عظمت

چنانچہ ساری انسانیت کے معلم و مربی، نبی اکرم ﷺ کا مربی ہونے کے اعتبار سے معیار قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا

> وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ[1]
>
> ترجمہ: بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں

اور نبی کریم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا

> عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللهُ عَنهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ[2]
>
> حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے مبعوث ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ عمدہ اخلاق کی تکمیل کردوں۔

مکارم اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کی طبیعت سے تمام برے امراض دور ہو جائیں اور وہ تزکیہ نفس سے دور ہوتے ہیں اب تزکیہ نفس یا اوصاف رذیلہ سے نجات کیسے ممکن ہے؟

---

[1] القلم،04:68

[2] مسند احمد، مسند المکثرین من الصحابة، مسند ابی هریرة رضی الله عنه، حدیث نمبر: 8952

رجوع الی اللہ، برے اوصاف سے نجات اور بندگی میں ڈھلنے کے لیے استاذ، رہبر، راہنما، مرشد و مربی سب سے پہلی چیز ہے جیسا کہ ابوالانبیاء، خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی آنے والی قوم کے لیے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ان سے برے اوصاف دور کرنے کے لیے ان میں برکت والا عظیم المرتبت رسول بھیج جس کی صحبت ان سے اخلاق کے امراض کو دور فرما دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا فرمائی جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں ارشاد فرمایا:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ[1]

ترجمہ: اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول ﷺ مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے (کر دانائے راز بنا دے) اور ان (کے نفوس و قلوب) کو خوب پاک صاف کر دے، بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

قرآن عظیم الشان کے فرمان کے مطابق تزکیہ نفس حاصل کرنے یعنی کہ گمراہی سے نکلنے کے لیے احکامات خدا کے علم کے ساتھ ساتھ نفس اور قلب کا امراض باطنیہ سے تزکیہ و تصفیہ ضروری ہے۔ یہ تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کامل و اکمل استاد، رہبر، رہنما، مرشد کی صحبت پر اثر اور نگاہ توجہ سے ہی حاصل ہوتا ہے یہی صحبت بندے کو تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی دولت عطا کرتی ہے اور باطنی امراض کو دور کر کے اوصاف حمیدہ کو طبیعت کا حصہ بناتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ[2]

---

[1] البقرۃ، 129:02 ۔

[2] الجمعہ، 02:62

ترجمہ: وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک (باعظمت) رسول ﷺ کو بھیجا وہ اُن پر اُس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور اُن (کے ظاہر و باطن) کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں، بیشک وہ لوگ اِن (کے تشریف لانے) سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

مزید ارشاد فرمایا کہ تمہیں گمراہی کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی تک پہنچانے کیلئے ایسا کامل معلم ﷺ عطا کیا جو علم و ہدایت عطا کرنے والا اور تمہارے نفوس کا تزکیہ کرنے والا ہے تاکہ تمہارے اندر باطنی امراض کی دوری اور مکارم اخلاق کی تکمیل ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ[1]

ترجمہ: اسی طرح ہم نے تمہارے اندر تمہیں میں سے (اپنا) رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں (نفسًا و قلبًا) پاک صاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں وہ (اسرارِ معرفت و حقیقت) سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

اللہ کے سامنے سرخروئی و کامیابی حاصل کرنے، یعنی کہ باطنی امراض سے نجات حاصل کر کہ گمراہی سے نکلنے کے لیے اللہ نے احسان کرتے ہوئے امت کی آسانی کے لیے اپنا خاص بندہ اور رسول بھیج دیا جس کی نسبت، سنگت و صحبت بندوں کے نفوس کو اخلاق رذیلہ سے پاک کر کے خشیہ الٰہی اور تقویٰ و پرہیز گاری سے مزین کر کے ہدایت یافتہ بنا دیتی ہے۔

ہادیِ اعظم ﷺ کی صحبت مبارکہ کے اثر سے ان کی صحبت میں بیٹھنے والوں کے اندر سے برے اوصاف دور ہو جاتے تھے اور انکے نفوس اصلاح پا کر خلق نبوی کا نمونہ بن کر اخلاق کے اعلیٰ مدارج پر فائز ہو جاتے

[1] البقرۃ، 151:02

تھے، اسی کی برکت سے ایک احسن معاشرہ تشکیل پا گیا تھا۔ اس ہدایت یعنی باطنی امراض سے چھٹکارا اور مکارم اخلاق کا حقیقی ذریعہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ذاتِ مبارک رسول ﷺ کو بنایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

> هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی[1]
>
> ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا

اب ہدایت کا ذریعہ اللہ کا کلام ہے هُدًی لِّلنَّاسِ[2] (ترجمہ: لوگوں کیلئے ہدایت) هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ[3] (ترجمہ: ہدایت ہے ڈر والوں کو)۔ لیکن یہ ہدایت ہونے کے باوجود یہ ہدایت بندے کے اندر گھلتی نہیں وہ ہدایت یافتہ نہیں ہوتے، اس سے برے اخلاق دور نہیں ہوتے، اس کی طبیعت کے امراض کا علاج نہیں ہوتا۔ جس طرح قرآن پاک میں حکم ہے نماز پڑھو! اب اس حکم کو پڑھنے کے بعد عقل والے بندے کو تو نماز ہر صورت میں پڑھنی چاہیے۔ لیکن اس کا نفس نماز پڑھنے کی طرف راغب نہیں ہوتا تو وہ نہیں پڑھتا اور اگر پڑھتا بھی ہے تو نماز کی تاثیر (فحش و منکر کا دور ہونا) اسکو حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کے اندر ابھی ہدایت داخل نہیں ہوئی۔ اسکے ساتھ تو موجود ہے۔ اسکی مثال اسطرح ہے کہ پانی میٹھا کرنا ہو تو اس کے اندر چینی گھولنے کی ضرورت ہے۔ ساتھ رکھنے سے میٹھا نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ ہدایت وہ نور ہے جب تک انسان کے نفس کے اندر داخل نہ ہو تب تک اس کو ہدایت والا نہیں بناتا، اسکے اندر اخلاق حسنہ کو ترویج نہیں دیتا۔ تو اللہ نے قرآن لوگوں کو ہدایت تقسیم کرنے کیلئے دیا تھا اسلئے پورے قرآن کا نور و ہدایت اور ہر خشک اور تر کے علم سمیت اللہ نے حضور ﷺ کے قلب اطہر مبارک میں ڈالا۔ اسلئے حضور ﷺ کا علم مبارک تمام مخلوقات سے زیادہ ہے۔ اور اس قلب اطہر مبارک کے اندر اللہ پاک نے اپنی معرفت اور پہچان کی ایسی آگہی اور شعور رکھا تھا جو کسی اور کا نصیب نہیں تھا۔

---

[1] الفتح، 28:48

[2] البقرۃ، 185:02

[3] البقرۃ، 2:2

اللہ پاک فرماتا ہے کہ

اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ [1]

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا؛ اسکے نور کی مثال ایسے ہے جیسے کہ ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے؛ وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔

اس سے مراد حضور ﷺ کا نور بھرا دل ہے۔ اس قلب سے جس نے ادب اور محبت سے نسبت حاصل کی۔ اور اس پر استقامت اختیار کی۔ اسکے دل میں بھی یہی نور داخل ہوا اور وہ اوصاف حمیدہ والا بن گیا اور اس کو انسانیت کا شرف و تکریم نصیب ہو گئی۔

اسی بات کو امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے منظوم انداز میں یوں فرمایا

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ یہ تھا کہ ان کو جملہ باطنی امراض اور اوصاف رذیلہ سے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی دولت صرف اور صرف بارگاہ نبوت ﷺ کے توسل سے ہی ملے گی۔ کیونکہ آقا کریم ﷺ کا فرمانِ ذیشان ہے:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ رضِيَ اللهُ عَنْهُ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ مَنْ يُرِدْ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللهُ وَلَنْ يَزَالَ أَمْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ مُسْتَقِيمًا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ أَوْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ [2]

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالی بھلائی کا

[1] النور، 35:24

[2] صحیح بخاری، كِتَابُ الْعِلْمِ، بَابُ مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، حدیث نمبر: 71

ارادہ کرتا ہیں تو اس کو دین کی سمجھ عطا کرتا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور اس امت کا معاملہ ہمیشہ درست رہے گا، یہاں تک کہ قیامت قائم ہو (یا یہ فرمایا) یہاں تک کہ قیامت آجائے۔

صحابہ کرام کا عقیدہ بعینہ اس حدیث شریف کے مطابق ہی تھا کہ وہ ہر قسم کی خیر کے حصول کا ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو ہی سمجھتے تھے۔

چنانچہ قرآن کریم بھی آپ کے قلب اطہر پر نازل ہوا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ[1]

ترجمہ: اُسے روح الامین لے کر اُترا، تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ۔

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک کو اللہ تعالیٰ نے تقوی کا معدن اور مخزن بنایا، تقوی بھی سینہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت ہے، جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ: الْإِسْلَامُ عَلَانِيَةٌ، وَالْإِيمَانُ فِي الْقَلْبِ، قَالَ: ثُمَّ يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ: التَّقْوَى هَاهُنَا، التَّقْوَى هَاهُنَا[2]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسلام واشگاف (واضح) ہے اور ایمان دل میں ہے۔اپنے سینہ (مبارک) کی طرف تین مرتبہ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تقوی یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے۔

[1] الشعراء، 26:194

2 مسند أحمد، حديث نمبر: 12381

حضور ﷺ فرماتے ہیں،

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللهِ أَنَا[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ اسے جانتا ہوں۔

حضور ﷺ کی نسبت میں آنے والے، آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اسلام میں داخل ہونے والے اصحاب رضوان اللہ علیہم کے دلوں میں یہی تقویٰ اور ایمان داخل ہو کر ان کو ناپسندیدہ اعمال سے دور کرتا گیا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں،

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ مَعْدِناً وَ مَعْدِنُ التَّقْوَى قُلُوبُ الْعَارِفِيْنَ[2]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کی کوئی نہ کوئی کان (یعنی مخفی خزانہ) ہوتی ہے اور تقوی کی کان عارفوں کے دل ہوتے ہیں۔

ان ہی کی نسبت، سنگت اور صحبت بندے کو تقویٰ اور ایمان داخل ہو کر اس کو ناپسندیدہ اعمال سے دور کرنے کا ذریعہ ہے۔

[1] اخرجه بخاری فی الصحیح، كِتَابُ الإِيمَانِ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِاللهِ». وَأَنَّ المَعْرِفَةَ فِعْلُ القَلْبِ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ} [البقرة: 225]، حدیث نمبر: 20

[2] اخرجه القضاعی فی مسند الشهاب، حدیث نمبر 128: و الطبرانی فی المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 131851

رسول اللہ ﷺ کی نسبت، معیت اور توجہ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم پر اثرات

انسان کی پیدائش اور زندگی کا مقصد بندگی ہے۔اور یہ مقصد کسی نیک صحبت سے حاصل ہو سکتا ہے۔جسے دنیا میں ہر فن اور علم کیلئے کسی استاد کا ہونا ضروری ہے اسی طرح انسان کیلئے بندگی کا ہنر سیکھنے کیلئے بھی بندگی والے استاد کے ساتھ تعلق ضروری ہے۔اسی مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء کرام ورسل علیہم السلام بھیجے جو اپنے اپنے ادوار واوقات میں لوگوں کو گناہوں سے نکال کر رب کے احکام کے مطابق ڈھالتے رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب اعلانِ نبوت فرمایا تو جو جو آپ کی صحبت میں آتا گیا اس کو توحیدِ الٰہی نصیب ہوتی گئی۔ اور کفر و شرک کے بت ٹوٹنے لگ گئے۔اسی صحبت مبارکہ نے حضرت سیدنا عبد اللہ بن عثمان المعروف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تاجدارِ صداقت ،جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو تاجدارِ عدالت ،اور جناب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو تاجدارِ حیاء، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو پیکر شجاعت بنادیا۔اسی صحبت سے کفر کے اندھیرے دور ہوتے گئے اسکے بعد توحید خالص اور اعمال صالحہ خالصہ نصیب ہوئے وہی معاشرہ جہاں قتل ناحق ،زبردستی دوسرے کی عزت کو خراب کرنا،دوسرے کے اموال کو بزور طاقت ہتھیا لینا بہادری سمجھی جاتی تھی۔اس صحبت مبارکہ نے سب جرائم دھوڈالے، اور عیوب والے لوگوں کو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ[1] کے عظیم مقصد پر فائز کر دیا۔

صحبت صالح ایسی اکسیر ہے۔جو انسان کو اپنے مالک کے سامنے جھکنا،عاجزی اختیار کرنا سیکھاتی ہے۔ سچی توبہ کا ذریعہ بھی صحبت صالح ہی ہے۔

جو لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کی صحبت میں بیٹھ کر ان کی معیت ، سنگت اور غلامی اختیار کرتے گئے ان کو بندگی ملتی گئی۔وہ حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں جائیں تو مجرموں کو قربت الٰہی اور احکام الٰہی پر

[1] البینہ،98:08

عمل کرنے والا بنادیں۔وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں تو ہزاروں جادوگروں کو توحید الٰہی کا جام پلادیں ۔اور ہمارے اور سب نبیوں کے امام ﷺ ہوں تو ظلم و بربریت کے ماحول میں اپنے قلب منور کی روشنی سے سب اندھیروں کو مٹادیں، کفار اور مشرکین کو مُوَحِّد اور مخلص مسلمان بنادیں۔ ظلم کرنے والوں کو رحم کرنے والا بنادیں، ناحق کرنے والوں کو منصف بنادیں۔ یہ سب آپ ﷺ کی صحبت مبارکہ کی برکات تھیں۔ جو آپ ﷺ کی صحبت مبارکہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سینوں میں پہنچیں جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

بخاری شریف کی حدیث ہے

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيرِ الْحَدَّادِ لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً[1]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال مشک بیچنے والے عطار اور لوہار کی سی ہے۔ مشک بیچنے والے کے پاس سے تم دو اچھائیوں میں سے ایک نہ ایک ضرور پالوگے۔ یا تو مشک ہی خرید لوگے ورنہ کم از کم اس کی خوشبو تو ضرور ہی پاسکو گے۔ لیکن لوہار کی بھٹی یا تمہارے بدن اور کپڑے کو جھلسادے گی ورنہ بدبو تو اس سے تم ضرور پالوگے۔

اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے اچھی صحبت و معیت کو خوشبو والے کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ کہ اس کے پاس بیٹھنے سے بھلا ہی ہوگا۔ اچھائی ہی ملے گی۔ یا تو خوشبو سے معطر ہونے کی صورت میں یا خوشبو خریدنے کی صورت میں۔ اور بری صحبت کو لوہار کی دکان کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ جہاں سے نہ چاہتے ہوئے بھی کچھ نہ کچھ ناپسندیدہ چیز انسان پر اثر کرتی ہے۔

[1] صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب فِي الْعَطَّارِ وَبَيْعِ الْمِسْكِ، حدیث نمبر: 5534

رحمتِ عالم ﷺ کی صحبت مبارکہ سے فیض پانے کے باعث، یعلمهم الکتاب والحکمة ویزکیهم سے مستفیض ہو کر ان کے قلوب یوں روشنی پا چکے تھے کہ ان پر معصیت و نافرمانی کی ماہیت حقیقتاً واضح ہو چکی تھی۔ ان کو گناہ نجس محسوس ہوتا تھا اس برا محسوس ہونے کی بنا پر دل افعال رذیلہ سے یوں اچاٹ ہوئے تھے کہ پھر کسی دنیاوی فائدہ کی کشش ان کو اس طرف دوبارہ نہ کھینچ سکی۔

حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ نَافِعِ بْنِ كَيْسَانَ رَضِيَ اللهُ عنهُ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَتَّجِرُ بِالْخَمْرِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَّهُ أَقْبَلَ مِنَ الشَّامِ وَمَعَهُ خَمْرٌ فِي الزِّقَاقِ يُرِيدُ بِهَا التِّجَارَةَ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي جِئْتُكَ بِشَرَابٍ جَيِّدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا كَيْسَانُ إِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتْ بَعْدَكَ قَالَ أَفَأَبِيعُهَا يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتْ وَحُرِّمَ ثَمَنُهَا فَانْطَلَقَ كَيْسَانُ إِلَى الزِّقَاقِ فَأَخَذَ بِأَرْجُلِهَا ثُمَّ أَهْرَقَهَا[1]

ترجمہ: حضرت کیسان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے دور میں شراب کی تجارت کرتے تھے، ایک مرتبہ وہ شام سے واپس آئے تو ان کے ساتھ شراب کے بہت سے مٹکے تھے جو تجارت کے ارادے سے وہ لائے تھے، وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کے پاس بڑی عمدہ شراب لے کر آیا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کیسان! وہ تو تمہارے پیچھے حرام ہو گئی۔ انہوں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! کیا میں اسے بیچ سکتا ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: شراب بھی حرام ہو چکی اور اس کی قیمت بھی، چنانچہ حضرت کیسان رضی اللہ عنہ واپس آئے اور پاؤں سے ٹھوکریں مار مار کر ان مٹکوں کو توڑ ڈالا اور شراب بہادی۔

[1] مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث كيسان، حديث نمبر: 18196

غور کریں کہ پہلے پہل ان کا کسب ہی شراب کی تجارت سے تھا مگر حکم سنتے ہی دل نے اسی طرح تسلیم کیا کہ اک لمحہ کو بھی یہ نہ سوچا کہ یوں تو سارا ہی سامانِ تجارت غارت ہوا چاہتا ہے۔ دل نے نجس تسلیم کیا، طبیعت ایسی اچاٹ ہوئی کہ دوبارہ اس کی طرف مائل ہو کر کوئی مادی فائدہ حاصل کرنا بھی گوارا نہ گیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین چونکہ ادب اور محبت کیساتھ حضور سرور کائنات ﷺ کی صحبت سے وابستہ تھے اس وجہ سے وہ جانتے تھے کہ دیدار مصطفیٰ ﷺ اور صحبت مصطفیٰ ﷺ سے ایمان کے معیار میں کس قدر بلندیاں اور رفعتیں نصیب ہوتی ہیں اور تمام برے اوصاف وغیرہ سے نجات نصیب ہوتی ہے۔ اس بات کا اندازہ ہمیں اس روایت سے ہو گا جو کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

عَنْ حَنْظَلَةَ رضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَنَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ حَتَّى كَانَا رَأْيَ عَيْنٍ، فَقُمْتُ إِلَى أَهْلِي فَضَحِكْتُ وَلَعِبْتُ مَعَ أَهْلِي وَوَلَدِي، فَذَكَرْتُ مَا كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَخَرَجْتُ، فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا بَكْرٍ، نَافَقَ حَنْظَلَةُ. قَالَ: وَمَا ذَاكَ (رض) قُلْتُ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَنَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ حَتَّى كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ، فَذَهَبْتُ إِلَى أَهْلِي، فَضَحِكْتُ وَلَعِبْتُ مَعَ وَلَدِي وَأَهْلِي، فَقَالَ: إِنَّا لَنَفْعَلُ ذَاكَ. قَالَ: فَذَهَبْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: يَا حَنْظَلَةُ لَوْ كُنْتُمْ تَكُونُونَ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا تَكُونُونَ عِنْدِي لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ وَأَنْتُمْ عَلَى فُرُشِكُمْ وَبِالطُّرُقِ، يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً[1]

ترجمہ: حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے کاتب حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے روتے ہوئے گزرے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا حنظلہ کیا ہوا؟ عرض کیا اے ابو بکر (رضی اللہ عنہ)! حنظلہ منافق ہو گیا۔ اس لئے کہ جب ہم نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں ہوتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے ہیں تو ہم اس طرح ہوتے ہیں گویا کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں لیکن جب ہم آپ ﷺ کی مجلس سے لوٹتے ہیں تو

[1] مسند أحمد، حدیث نمبر: 19045

اپنی بیویوں اور سامان دنیا میں مشغول ہو کر اکثر باتیں بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میرا بھی یہی حال ہے۔ چلو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں چلتے ہیں۔ جب ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے حنظلہ تجھے کیا ہوا۔ عرض کیا۔ میں منافق ہو گیا یا رسول اللہ ﷺ کیونکہ جب ہم آپ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ﷺ جنت و دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں تو گویا کہ ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں لیکن جب ہم اپنے گھر بار اور بیویوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ان نصیحتوں کا اکثر حصہ بھول جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم لوگ اس حال پر باقی رہو جس پر میرے پاس سے اٹھ کر جاتے ہو تو فرشتے تمہاری مجالس، تمہارے بستروں اور تمہاری راہوں میں تم لوگوں سے مصافحہ کرنے لگیں۔ لیکن حنظلہ کوئی گھڑی کیسی ہوتی ہے اور کوئی کیسی۔

ترک معصیت اور اصلاح احوال ان کے شب و روز کا حصہ بن جانا، اس صحبت مبارکہ سے حاصل کردہ تزکیہ باطن کا مرہونِ منت تھا۔ نور نبوت سے دلوں کے منور ہو جانے کا اعجاز تھا کہ وہ حکم سننے سے پہلے اس پر عمل پیرا ہونے کو تیار ہوا کرتے تھے اور معلومات حاصل ہوتے ہی فوراً عمل میں نہ صرف جھلکنے لگتی تھی بلکہ وہ دائمی طور پر مزاج کا حصہ بن کر خود بخود استقامتِ احوال کی منزل کو پہنچ جایا کرتے تھے۔ پیر کامل ﷺ کی صحبت اور تربیت یافتہ مکرم حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک حیات ہمارے لئے راہنمائی کا چراغ روشن کئے ہوئے ہے۔

رحمتِ دو عالم ﷺ جب توجہ فرماتے تو ساتھ اپنے دستِ اقدس اور مبارک انگلیوں سے صحابہ کرام کے سینوں پر ضربیں لگاتے، دستِ مبارک دلوں پر رکھتے اور سینوں اور سروں پر بھی پھیرتے۔ پھر جب سلسلہ نبوت امام الانبیاء ﷺ پر ختم ہو گیا تو اب نبی تو نہیں آسکتا لیکن دین پھر بھی قیامت تک قائم رہے گا۔ وہ کیسے قائم رہے گا؟ جیسے آپ ﷺ کے وصال باکمال ظاہری کے بعد آپ کی صحبت سے فیض یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحبت و سنگت کی برکت سے اسلام پھیلتا رہا۔

صحابہ کرام اور تابعین کا حضور ﷺ (مرشدِ حقیقی) کے وصالِ ظاہری کے بعد بھی مرشد کی نسبت اور صحبت اختیار کرنا

آقا کریم ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تابعین اور پھر ان سے تبع تابعین نے یوں ہی نسبت اختیار کی، صحبت سے فیض پایا اور مقصد حیات یعنی بندگیِ خدا اور اُفعال رذیلہ سے نجات حاصل کی۔ اللہ نے رشد وہدایت کا یہ سلسلہ آنے والی امت کیلئے یونہی جاری وساری کر دیا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ نبی مکرم رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ: فُوا بِبَيْعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ۔[1]

ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اُن کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی رعیت کے متعلق اُن سے سوال کرے گا۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے بعد امت کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اقتداء کا حکم کیا اور فرمایا،

فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي۔ وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ[2]

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء، باب ذکر عن بنی اسرائیل، حدیث نمبر: 3455

[2] سنن الترمذی، ابواب المناقب۔ مناقب ابی بکر الصدیق، حدیث نمبر: 3663

ترجمہ: ان دو شخصوں کا اقتداء کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ یعنی حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضوان اللہ علیہما۔

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ[1]

ترجمہ: میری سنت کو لازم پکڑو اور خلفائے راشدین کی سنت کو۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

مَا صَبَّ اللهُ فِي صَدْرِي شَيْئًا إِلَّا صَبَبْتُهُ فِي صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ[2]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے سینے کے اندر رکھا میں نے اسے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینے کے اندر منتقل کر دیا۔

حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ علوم و معارف، اسرار و رموز اور معرفت الٰہی کے انوار کی منتقلی کی نسبت اپنے اَلَمْ نَشْرَحْ[3] کی شان والے سینہ مبارک سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف فرمائی ہے۔ اسی طرح دیگر احادیث صحیحہ میں ان انوار و تجلیات کا حضور ﷺ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہ اجمعین سے تابعین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین میں منتقل ہونا ثابت ہے۔

---

[1] سنن الترمذی، کتاب العلم باب ما جاء فی الأخذ بالسنة واجتناب البدع، حدیث نمبر: 2676

[2] الحاوی للفتاوی: عبد الرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی

[3] الم نشرح، 94:01

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

عَنْ حَاطِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا مِمَّا صَبَّهُ جِبْرِيلُ، وَمِيكَائِيلُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، فِي صَدْرِهِ، إِلَّا قَدْ صَبَّهُ فِي صَدْرِي، وَمَا تَرَكْتُ شَيْئًا مِمَّا صَبَّهُ، فِي صَدْرِي، إِلَّا قَدْ صَبَبْتُهُ فِي صَدْرِ مَالِكِ بن ضَمْرَةَ[1]

ترجمہ: حضرت حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ حضرت جبریل امین اور حضرت میکائیل علیہما السلام نے (اللہ عزوجل کی طرف سے) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے میں ڈالا وہ آپ نے میرے سینے میں ڈال دیا۔ جو کچھ آپ نے میرے سینے میں ڈالا وہ میں نے حضرت مالک بن ضمرة رضی اللہ عنہ کے سینے میں ڈال دیا ہے۔

حضرت مالک بن ضمرہ رضی اللہ عنہ تابعی بزرگ ہیں اور انہوں نے صحابی رسول حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے بیعت کی، ان کی سنگت، صحبت اور معیت میں بغرض تربیت رہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَوَّلُ هَذَا الأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ خِلَافَةً وَرَحْمَةً[2]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس کام (تقسیم ہدایت) کو ابتداء نبوت اور رحمت بنایا، اور اب خلافت اور رحمت ہو جانے والا ہے۔

1 المعجم الکبیر للطبرانی، کتاب الجیم، اسمہ جندب، حدیث نمبر: 1624

2 رواہ الطبرانی فی الکبیر، حدیث نمبر: 11138

مفسر قرآن علامہ حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ بالصراحت فرماتے ہیں۔

حضرت مجدد رضی اللہ عنہ فرمودہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعد رسول کریم ﷺ بیعت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کردند مقصود ازیں بیعت فقط امور دنیا نبود بلکہ کسب کمالات باطنی هم بود[1]

ترجمہ: حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، اور علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیعت کی اس بیعت کا مقصد صرف امور دنیا ہی نہ تھا۔ بلکہ کمالات باطنی کا حصول بھی تھا۔

اولیاء اللہ ہو اللہ اولیاء یعنی دید پیر دید کبریا	جو اللہ کے ولی ہیں اللہ ان کا ولی ہے یعنی پیرِ کامل کو دیکھنے سے اللہ کی یاد آجاتی ہے
ہر کہ پیرِ ذاتِ حق رایک نہ دید نے مرید و نے مرید و نے مرید	جو اپنے پیرِ کامل کو اللہ کا ولی نہیں سمجھتا وہ مرید نہیں ہو سکتا وہ مرید نہیں ہو سکتا
مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد	مولوی کبھی بھی مولانا روم نہ ہوتا اگر حضرت شمس الدین تبریزی کا مرید نہ ہوتا

(مولانا جلال الدین رومی تبریزی رحمتہ اللہ علیہ)

1ارشاد الطالبین ص:125

آفاتِ زبان سے بچاؤ کی دوا۔ صحبتِ مرشد کامل کے ساتھ ذکرِ الٰہی

محبت الٰہی کے نور سے مزین فردِ صالح کے ساتھ قلبی تعلق سے اللہ تعالیٰ کی محبت کے سر چشمے ضرور پھوٹتے ہیں اور وہ دل ہدایت سے خالی نہیں رہتا۔ مگر جو دل اعتراض سے پُر ہو وہ حضور ﷺ کے سامنے رہ کر بھی، آپ ﷺ کی صحبت کے باوجود بھی ہدایت یافتہ نہیں ہوا۔

تاریخ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور عمرو ابن ہشام کی واضح مثال موجود ہے۔ محبت کے مواقع میسر آنے کے باوجود قلبی تعلق سے اعتراض کی بنا پر محروم رہا اور ہدایت سے کوسوں دور رہا۔ مگر حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمشیرہ سے قرآن کی آیات سن کر خوب جلال کا اظہار کیا۔ مگر بس ایک لحظہ کے لیے بہن کے لیے محبت دل میں جاگی۔ حضور ﷺ کے غلام کی ان سے نسبت رکھنے والی ہستی کی محبت کا اعجاز تھا۔ جس نے ان کے دل میں حضور ﷺ کی محبت کو پیوست کر دیا اور یوں وہ جو معاذ اللہ قتل کے ارادے سے نکلے تھے خود اپنی جان وارنے پر تیار ہو گئے۔ یہ دین ہمیشہ کیلئے آیا ہے۔

نبیوں کے بعد صدیقین شہداء اور صالحین ہیں۔ اسلئے صالحین کی صحبت سنگت میں ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ جو لگتے رہے ان کے اندر بھی یہ انقلاب آتا گیا۔ تو تاریخ میں ان جیسی کئی ہستیاں ہیں جیسے سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں آنے والوں کے اندر سے نفوس کس طرح اطاعت والے بنے۔ اور وہ اس اطاعت کی وجہ سے پورے کے پورے سنت مطہرہ میں آ گئے۔

پھر اسی طرح خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں نوے لاکھ مرید ہوئے کیا ان کے صرف نام ہی بدلے تھے یا کردار، اخلاق اور اطوار بھی بدل گئے تھے؟ وہ مکمل دین کے احکام کو پورا کرتے ہوئے سرتاپا شریعت کے رنگ میں رنگے گئے۔ اسی طرح مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں اکبر بادشاہ نے نئے دین کی بنیاد رکھی تو کئی علماء بھی اس کی طرف مائل ہو گئے۔ لیکن امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ جن کے قلب منور میں حضور ﷺ کے سینے کی

دولت موجود تھی۔ آپ کے پائے استقلال میں ذرا بھر بھی لغزش نہ آئی اور آپ نے اس وقت میں بھی اللہ کے احکامات کو اجاگر فرمایا اور ایک ہزار سال کے مجدد بنے۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی صحبت اور ادب والوں نے اس دور میں دین اسلام کی کماحقہ چاشنی بھی پائی اور رذیلہ اوصاف سے نجات پائی۔۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ دور حاضر میں محبوب سبحانِ مجدد دوراں مرشد جہاں ابوالحبیب حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی وخراسانی المبارک رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے صاحبزادگان والا شان اور خلفاء عظام خصوصاً خلیفہ اجل ، غوث جہاں، طبیب روحاں، ابوالآصف حضرت میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی دامت برکاتہم القدسیہ اور ان کے وابستگان بھی اسی دولت سے مزین ہیں کہ جو کوئی بھی ان کی صحبت و سنگت میں بیٹھنے والا اپنے دل کے ادب، محبت اور سنگت پر استقامت کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے وہ سرتاپا شریعت کا نمونہ نظر آتا ہے۔ اور مکارم اخلاق، تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل کرتا گیا اور اسکے نفس کو اطاعت نصیب ہوتی گئی۔ لیکن اطاعت اسکی ان صحبتوں کیساتھ امانت کی طرح ہے۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ ان صحبتوں کی وجہ سے ان کے اوپر ان انوار و تجلیات کی بارش رہتی تھی۔

مثلاً کوئی اپنی چاہت سے کسی کو فائیو سٹار ہوٹل (Five Star Hotel) میں کھانا کھلا دے گا مگر اسی کو اگر کہو کہ مجھے چائے پلا دے تو اس کو بوجھ لگے گا۔ اسی طرح اپنی چاہت کے ساتھ، نیکی جتنی مرضی کر لے چاہے پوری رات عبادت کر لے مگر داڑھی رکھنا، عمامہ باندھنا، مسواک کرنا اور اپنی پارسائی کی حفاظت کرنا یعنی اپنی تنہائیوں میں پاکیزگی کا خیال رکھنا اور اس میں استقامت اختیار کرنا بوجھ لگے گا۔ اسی طرح اگر بیٹے کے ولیمے پر لاکھوں خرچ کر لے، لوگوں کو صدقہ خیرات کر دے مگر زکوٰۃ دینا تاوان کی طرح لگے گا۔ لیکن اس کو اگر اللہ سے محبت ہوگی تو اللہ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے اس کو بوجھ نہیں لگے گا۔ آج تحدیث بالنعمت کی بات ہے کہ میرے مرشد کی صحبت اور سنگت مین ادب کے ساتھ جس نے محبت کے (Criteria) معیار اور ادب کو استقامت کیساتھ پورا کیا وہ شریعت مطہرہ کا نمونہ نظر آتا

ہے۔ خداوند کریم کے احکامات کے مطابق نظر آتا ہے۔ اسلئے کہا گیا کہ، میرا اور تیرا علاج نظر کے بغیر اور کچھ نہیں۔

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت

سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

درج بالا دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کامل اولیائے کرام کی صحبت ہی وہ حقیقی جگہیں ہیں کہ جہاں تزکیہ نفس کی تمام جہات کو اختیار کرنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ اچھے اور برے اخلاق کا فہم حاصل ہو جانے سے اس کے انسانی زندگی پر اثرات مرتب نہیں ہوتے یعنی وہ علم علمِ نافع نہیں ہوتا جب تک اچھے اعمال کو اختیار اور اور برے کو ترک ورنہ تزکیہ نفس کا دستور کتابوں میں بھرا پڑا ہے۔ لیکن تزکیہ نفس کی حقیقت پانے کیلئے کسی مرد قلندر کی نگاہ ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کامل ہستیوں کے صدقے سے ہمیں بھی حقیقی تزکیہ نفس اور حقیقی بندگی نصیب کرے۔ چودہ سو سال کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ سلسلہ رشد وہدایت معلم کائنات ﷺ کے ارشاد کے عین مطابق ہی نظر آیا۔ قیامت تک کے لیے ہدایت کے نور سے دلوں کو مزین کرنے کا یہ سلسلہ حضور ﷺ کے خلفاء اور مقربین کے ذریعے رب رحیم نے یوں جاری فرمادیا کہ جو کوئی بھی نسبت اختیار کرتا گیا۔ صحبت میں قائم رہا ،تزکیہ نفس، اصلاح احوال اور استقامت اس کا مقدر بنی اور وہ حقیقی معنی میں بندگی میں ڈھلتا گیا۔ کیونکہ یہ صحبت بعینہ اسی طرح ان کو ہدایت کی تینوں جہتوں سے نوازتی تھی جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے سامنے حاصل کی تھی۔

یہ تین جہات (معلومات)، ان کا (فہم و حکمت) اور پھر سب سے بڑھ (تزکیہ نفس) یہ بنیادی ستون ہیں جن پر قصرِ ہدایت قائم ہے۔ ان میں سے ایک کی بھی غیر موجودگی سے باقی بھی اپنا وزن کھو دیتی ہیں۔

احکاماتِ الٰہی اور فرامینِ رسول ﷺ سے معلومات حاصل ہو جانے کے بعد ان کا فہم حاصل ہونا، اس کی گہرائی کو واضح کرتا ہے، مگر یہ علم نافع تب تک نہیں ہوتا جب تک اچھا اعمال کو اختیار اور برے اعمال کو ترک نہ کرے۔ عمل کا تعلق چونکہ دل سے ہے تو عمل میں شامل ہونے کی شرط یہ ہے کہ دل اس پر مائل اور راضی ہو۔ اور دل کو معلومات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کا ذریعہ "تزکیہ نفس" ہے کہ یہ وہ آلہ ہے جو طبیعت کی علم کے ساتھ مناسبت قائم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ طبیعت کی یہ مناسبت شریعت کے ساتھ مزاج آشنائی پیدا کرتی ہے کہ شریعتِ مطہرہ بلا تکلف عمل میں رائج ہو جاتی ہے۔ علم اور عمل کے مرحلے سے گزر کر اخلاص حاصل ہوئے بغیر ہدایت کامل نہیں اور ہدایت ہی ہے جو معاشرے میں اجتماعی طور پر اخلاق حسنہ کی ترویج اور شریعت مطہرہ پر عمل کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔

اللہ نے اپنے فضل سے ہدایت کا یہ سلسلہ اولیائے کرام کی شکل میں قیامت تک کے لئے جاری فرمایا ہے اور یہ حاصل کرنے کے لئے نسبت اور سنگت اختیار کرنے کا حکم جاری فرمایا ہے۔ (اس موضوع کی تفصیل کے لیے دیکھیئے ہماری تصنیف الأربعين فی احتياج المرشد الكامل لحصول الاخلاص فی الطاعة (چالیس احادیث: مرشد کامل۔ حقیقت بندگی کے حصول کا ذریعہ)

اب اخلاقیات کے اعلیٰ پیمانوں میں اگر غلامانِ مصطفیٰ ﷺ، اُصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ایک طرف رکھیں، اور دوسری طرف ایک طویل اخلاقیات سے لبریز لسٹ بنائیں تو وہ لسٹ پست رہ جائے گی مگر غلامان مصطفیٰ ﷺ ان سب پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اعلیٰ فوقیت کیساتھ نظر آئیں گے۔

یہ تھا وہ طریقہ تعلیم جس میں قلوب ادب مصطفیٰ ﷺ کیساتھ مزین تھے اور پھر صحبت مصطفیٰ ﷺ کی چاشنی ان کو دنیا میں لازوال بنا گئی۔ اس لئے ضرورت ہے اس ادب کی اس محبت کی اس عشق اس الفت کی اس ارادت کی جو مرید کے اندر اپنے پیر کیلئے ہو۔ 1440 سال کی تاریخ بھی اسی چیز پر دال ہے۔

صحبتِ صالحین کا قرآن میں تاکیدی حکم

برے اخلاق سے نجات کے حصول اور قرب الٰہی کے لیے صحبت مبارکہ اختیار کرنے کا حکم نصِ قرآنی سے ثابت ہے۔ صحابہ کرام کو اذجاؤك فرما کر ترک باطنی امراض اور حصول تقویٰ کیلئے حضور ﷺ کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ یہی طریق آنے والی امت کے لیے بھی قرآنی نص کے عین مطابق حکم جاری فرمایا گیا ہے۔

> يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ[1]
>
> ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہلِ صدق (کی معیت) میں شامل رہو۔

ایمان والوں کو خطاب فرمایا گیا کہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، ڈرتے اور منہیات سے بچتے رہو اور یہ حالت کیسے میسر آئے گی؟ بتا دیا گیا کہ صادقین، سچوں، صالحین، اللہ والوں کی نسبت و صحبت میں رہو یہ نسبت سنگت و صحبت تمہارے دلوں کو تقویٰ والا بنا کر برے اخلاق سے نجات عطا کر دے گی۔ ارشاد پاک میں لفظ "کونوا" کا ذکر آیا ہے یہ فعل امر ہے۔ مطلب یہ کہ ہمیشہ اپنے آپ کو اولیاء اللہ اور صالحین کی نسبت و سنگت میں رکھو تاکہ باطنی امراض سے نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہو جائے اور تمہاری زندگیاں منشاء الٰہی کے مطابق ہو جائیں۔

مزید فرمایا گیا:

> إِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ[2]
>
> ترجمہ: بیشک اللہ کی رحمت احسان شعار لوگوں (یعنی نیکوکاروں) کے قریب ہوتی ہے۔

واضح طور پر فرمایا گیا کہ رحمت کی تلاش ہو تو محبین اور عارفین کے قرب میں چلے آؤ۔ اور پھر ان صادقین کی

---

[1] التوبہ، 119:09

[2] الاعراف، 56:07

صحبت کو لازم پکڑے رہو۔ ان کی سنگت دائمی طور پر اختیار کیے رکھو تاکہ رحمتوں کا رخ تمہاری جانب رہے اور تمہیں تزکیہ نفس حاصل ہو جائے، خشیت الٰہی تمہارے قلوب کا حصہ رہے۔ تاکہ ترکِ اخلاق سوء اور اصلاح احوال بلا تکلف عمل میں جاری ہو سکے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں میں انقلاب آقا کریم ﷺ کی صحبت مبارکہ کے فیض سے تھا۔ پیرِ کامل کے ساتھ نسبت اختیار کرنے اور اس فیض رساں صحبت کو اختیار کئے رکھنے کا اعجاز تھا کہ انہیں رضائے الٰہی کی سند عطا ہوئی اور قرآن میں متعدد مقامات پر انہیں رضی اللہ عنہم سے پکار کر یہ اعزاز عطا کیا گیا۔ سلسلہ نبوت پورا ہونے کے بعد بھی تزکیہ نفس، تصفیہ قلب اور بندگی کے حصول کا یہی طریق جاری رہا اور قیامت تک جاری رہنے والا ہے۔

آقا کریم ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تابعین اور پھر ان سے تبع تابعین نے یوں ہی نسبت اختیار کی، صحبت سے فیض پایا اور مقصد حیات یعنی بندگیِ خداوندی حاصل کی رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ آنے والی امت کے لیے یونہی جاری و ساری کر دیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ نبی مکرم رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَه نَبِيٌّ وَاِنَّه لاَ نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ، قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ: فُوْا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، أَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ، فَاِنَّ اللهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ.[1]

ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا،

[1] صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ذکر عن بنی اسرائیل، حدیث نمبر: 3455

اُن کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی رعیت کے متعلق اُن سے سوال کرے گا۔

ہادی دو عالم ﷺ نے اپنے سچے وارثین سے نسبت اختیار کرنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے کا واضح حکم دیا اور اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے یوں بھی ارشاد فرمایا:

حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو علماء کی صحبت میں بیٹھا تحقیق وہ میری صحبت میں بیٹھا اور جو میری صحبت میں بیٹھا یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بیٹھا۔[1]

ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا [2]

ترجمہ: اللہ کے بندوں میں سے اس سے وہی ڈرتے ہیں جو (ان حقائق کا بصیرت کے ساتھ) علم رکھنے والے ہیں۔

اللہ سے وہی ڈرتے ہیں اور تزکیہ نفس کرنے میں رہتے ہیں جو اللہ کی حقیقی پہچان رکھتے ہی۔ یہاں پر اَلۡعُلَمٰٓؤُا میں ال تخصیص کے لیے آیا ہے یعنی صرف دین کی معلومات رکھنے والا نبی کی وراثت کا مکمل وارث نہیں کیونکہ اس کو ابھی علم کا ایک پہلو (صرف جاننا) نصیب ہوا ہے اس سے اگلا درجہ عمل اور اسکے بعد اس عمل میں اخلاص کا شامل ہو جانا مکمل علم دین ہے اسی علم کے تینوں پہلوؤں (جاننا، عمل، اخلاص) سے مزین، رسول اللہ ﷺ کے سینے والے نور ایمان و معرفت الٰہی کے حاملین علماء کی بات فرمائی گئی۔

[1] کنز العمال، حرف العین، کتاب العلم، قسم الاقوال، الباب الاول فی الترغیب فیہ، حدیث نمبر: 28879

[2] الفاطر: 28

علم کی وراثت کے بارے میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے،

وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ فِی الْقَلْبِ فَذَالِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَعِلْمٌ عَلَی اللِّسَانِ فَذٰلِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰی عِبَادِهٖ[1]

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ علم جو دل کے اندر رہتا ہے یہ علم تو نفع دیتا ہے اور دوسرا وہ علم ہے جو زبان کے اوپر ہوتا ہے یہ علم اللہ تعالیٰ کی دلیل و حجت ہے اپنے بندوں پر۔

علم کی دونوں جہات کی بات کی گئی۔ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ والے پہلو کے ساتھ ساتھ یُزَکِّیْھِمْ کو بھی شامل رکھا گیا یہ کہ علم باطنی اوصاف رذیلہ سے تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کا اور قربِ الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور یہ نبی کریم ﷺ کے سچے اور کامل وارثین کی صحبت میں حاصل ہوتا ہے۔

چودہ سو سال کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ سلسلہ رشد و ہدایت معلم کائنات کے ارشاد کے عین مطابق ہی نظر آیا۔

قیامت تک کے لیے ہدایت کے نور سے دلوں کو مزین کرنے کا یہ سلسلہ حضور ﷺ کے خلفاء اور مقربین علیہم الرحمہ کے ذریعے رب رحیم نے یوں جاری فرمادیا کہ جو کوئی بھی نسبت اختیار کرتا گیا، صحبت میں قائم رہا، ترک رذائل، اصلاح احوال اور استقامت علی الاوصاف الحمیدہ اس کا مقدر بنی اور وہ حقیقی معنی میں بندگی میں ڈھلتا گیا۔ کیونکہ یہ صحبت بعینہ اسی طرح ان کو ہدایت کی تینوں جہتوں سے نوازتی تھی جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور ﷺ کے سامنے حاصل کی تھی۔

اللہ کے احکامات کی معلومات، ان کا فہم و حکمت اور پھر سب سے بڑھ کر تزکیہ نفس، یہ بنیادی ستون ہیں جن پر قصرِ ہدایت قائم ہوتا ہے۔ تکبر، حسد، بغض، ریاء، حب دنیا و حب جاہ سے دوری ہدایت کی وجہ سے

[2] سنن دارمی، مقدمہ، باب التوبیخ لمن یطلب العلم بغیر اللہ، حدیث نمبر: 375

میسر آتی ہے۔ معلومات حاصل ہو جانے کے بعد ان کا فہم حاصل ہونا، اس کی گہرائی کو واضح کرتا ہے، ان کی حکمت حاصل ہونے سے حقیقت کا شعور وادراک حاصل ہوتا ہے۔

مگر یہ علم نافع تب تک نہیں جب تک یہ عمل میں شامل نہ ہو جائے۔ عمل کا تعلق چونکہ دل سے ہے تو عمل میں شامل ہونے کی شرط یہ ہے کہ دل اس پر مائل اور راضی ہو۔ اور دل کو معلومات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کا ذریعہ "تزکیہ نفس" ہے کہ یہ وہ آلہ ہے جو طبیعت کی علم کے ساتھ مناسبت قائم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ طبیعت کی یہ مناسبت شریعت کے ساتھ مزاج آشنائی پیدا کرتی ہے کہ شریعت مطہرہ بلا تکلف عمل میں رائج ہو جاتی ہے۔ علم اور عمل کے مرحلے سے گزر کر اخلاص حاصل ہوئے بغیر ہدایت کامل نہیں۔

اللہ نے اپنے فضل سے امراضِ باطنہ سے نجات، ہدایت، تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کا یہ سلسلہ اولیائے کرام علیہم الرحمہ کی شکل میں قیامت تک کے لئے جاری فرمایا ہے اور یہ حاصل کرنے کے لئے نسبت اور سنگت اختیار کرنے کا حکم جاری فرمایا ہے۔

مرشدینِ کاملین کی نسبت اور صحبت میں قلبی ذکر کا حصول

ہادی دو عالم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اپنے سچے وارثین سے نسبت اختیار کرنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے کا واضح حکم دیا اور اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے یوں بھی ارشاد فرمایا:

> إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اللهِ، وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي [1]
>
> ترجمہ: میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے ان کے اتباع کو لازم پکڑا تو بھی گمراہ نہ ہوگئے، ایک خدا کی کتاب، دوسری میری عترت واہل بیت۔

[1] سنن الترمذي، أبواب المناقب، باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وآله وسلم، حديث نمبر: 3786

اور بعد میں آنے والے اپنے وارثین اولیائے کاملین کے بارے میں بھی فرمایا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فِيمَا أَعْلَمُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے علم کے مطابق کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے پورا ہونے پر ایک مجدد بھیجتا رہے گا جو ان کا دین تازہ کرتا رہے گا۔

کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہو گا جو امت کے اندر علم و ایمان کی پختگی سے افعال رذیلہ کی اصلاح فرما کر ان کو نبی کریم ﷺ کی سنت پر قائم کرے گا، اور آپ ﷺ کی مردہ سنتوں کو زندہ کرے گا۔

چودہ سو سال کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ سلسلہ رشد و ہدایت معلم کائنات کے ارشاد کے عین مطابق ہی نظر آیا۔

قیامت تک کیلئے ہدایت کے نور سے دلوں کو مزین کرنے کا یہ سلسلہ حضور ﷺ کے خلفاء اور مقربین علیہم الرحمہ کے ذریعے رب رحیم نے یوں جاری فرمادیا کہ جو کوئی بھی نسبت اختیار کرتا گیا، صحبت میں قائم رہا، تزکیہ نفس، اصلاح احوال اور استقامت اس کا مقدر بنی اور وہ حقیقی معنی میں بندگی میں ڈھلتا گیا۔

حضور ﷺ نے مؤمنین، صالحین کی سنگت، صحبت اختیار کرنے اور ان کے ساتھ ہی تعلق اور واسطہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ[2]

---

[1] سنن ابو داؤد، باب ما یذکر فی قرن المائۃ، حدیث نمبر: 4291

[2] سنن ترمذی، تابُ الزھد عن رسول ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي صُحْبَةِ الْمُؤْمِنِ، حدیث نمبر: 2395

ترجمہ: حضرت ابو سعید (خدری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرام ﷺ نے فرمایا: صرف مومن کی سنگت ہی اختیار کرو اور تمہارا کھانا صرف پرہیز گار ہی کھائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ[1]

ترجمہ: اور اپنے رب کو اپنے دل (نفس) میں یاد کرو زاری (گڑگڑاتے) اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں سے نہ ہونا۔

آیت مبارکہ میں آیا کہ اس نفس میں اپنے رب کو یاد کر۔ کسی چیز کو بار بار پڑھنا یاد کرنا ہوتا ہے لیکن یہ یاد اثر پذیر نہیں ہوتی، جب تک اس دل کے اندر یاد پختہ نہ ہو جائے اتنی دیر تک انسان سے باطنی امراض دور نہیں ہوتے تو دل کے اندر یاد نہیں ہوتی۔ اس لئے جب تک اس کے اندر وہ یاد نہ پہنچے جس کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں۔

"إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ"[2]

ترجمہ: میری آنکھیں سو جاتی ہیں دل نہیں سوتا۔

نبی پاک ﷺ کے ساتھ نسبت میں آنے والوں کے سینوں پر حضور ﷺ کا ہاتھ مبارک لگنے کی دیر تھی۔ کہ ان کے تمام لطائف کے اندر اللہ کا ذکر اور پھر کلمہ لا الہ الا اللہ جو افضل الذکر ہے جاری ہو جاتا تھا۔

[1] الاعراف، 205:07

[2] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب التہجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ، حدیث نمبر: 1147

ان نسبت کی برکت سے قلب اور دیگر لطائف میں اللہ کا ذکر جاری ہونے کی تاثیر سے اس نفس کو اللہ کی یاد آگئی، ان کی اپنی مرضی چھوٹ گئی اور وہ اللہ کی مرضی میں ڈھل گئے۔ یعنی کہ اس میں سے باطنی امراض دور ہوتے گئے اور اچھی صفات اس کی طبیعت کا حصہ بنتی گئیں۔ برے اوصاف یعنی حرص، بخل، جبن اور کسل وغیرہ ان سے دور ہونا شروع ہوتے گئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور خشیہ الٰہی میں آکر تقوٰی و طہارت والا بندے بن گئے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں، ہر چیز کی صفائی کسی نہ کسی چیز سے اور دلوں کی صفائی اللہ کے ذکر سے ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةً، وَإِنَّ صِقَالَةَ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ، وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ قَالُوا: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ، إِلَّا أَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهِ حَتَّى يَنْقَطِعَ[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سند کے ساتھ حضور اکرم ﷺ سے روایت فرمائی: ہر شے کی صفائی کے لئے کوئی نہ کوئی چیز ہے اور دلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہوتی ہے کوئی چیز خدا کے عذاب سے نجات کے سلسلے میں ذکر الٰہی سے بڑھ کر مفید نہیں، حتی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی نہیں اگرچہ وہ اپنی تلوار سے اس کے ٹوٹنے تک وار کرتا ہے۔

فرمان رسول ﷺ کے مطابق دل کی اامراض باطنیہ صفائی کے لئے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کے لیے بندے کے دل میں اللہ کے ذکر کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات[2] میں فرماتے ہیں کہ نسبت میں آنے کے بعد مرشد کی توجہ اور اسکے اذن سے لطائف سبعہ قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ، نفسی، اور قالبی اللہ کی یاد میں آتے ہیں اور مرید کے

[1] مشکوۃ المصابیح، باب الدعاء، حدیث نمبر: 2286

[1] مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب 22، 34، 58، 260

اندر ہر دم ذکر خدا جاری ہونے کا سبب بنتے ہیں جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر لطیفہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مختلف صفات کے نور کا حامل ہوتا ہے اور اسی نور کی تاثیر سے نفس انسان کے عناصر کی باطنی امراض سے تطہیر ہوتی ہے اور وہ اللہ کی صفات کی پہچان حاصل کر کے بندگی والا بنتا ہے۔ لطیفہ قلب کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ کا نور میسر آتا ہے جو بندے کے نفس کی خواہشات اعتدال پر لانے کا سبب بنتا ہے۔ ہے اسکی علامت ذکر کے وقت ماسویٰ اللہ کا نسیان اور ذاتِ حق کیساتھ محویّت ہے (اگرچہ تھوڑی دیر کیلئے ہو) اسکی تاثیر رفعِ غفلت اور دفعِ شہوت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ اسی نور کی برکت سے اسے اس بات کا ادراک ہونا شروع ہوتا ہے کہ مجھ سے جو بھی نیک کام ہو رہا ہے وہ تو فاعل حقیقی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کرم سے ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ[1]

ترجمہ: (اے انسان! اپنی تربیت یوں کر کہ) جب تجھے کوئی بھلائی پہنچے تو (سمجھ کہ) وہ اللہ کی طرف سے ہے (اسے اپنے حسن تدبیر کی طرف منسوب نہ کر)، اور جب تجھے کوئی برائی پہنچے تو (سمجھ کہ) وہ تیری اپنی طرف سے ہے (یعنی اسے اپنی خرابی نفس کی طرف منسوب کر)

لطیفہ روح میں اللہ کی صفات ثمانیہ، ثبوتیہ، ذاتیہ، حقیقیہ کا نور آتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی وہ صفات ہیں جن کا الٹ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ نہیں موسوم ہو سکتا ان صفات میں حیات، علم، قدرت سماعت، بصارت، کلام، ارادہ، تکوین شامل ہیں، اسکی تاثیر غصّہ و غضب کی کیفیّت میں اعتدال اور طبعیت میں اصلاح و سکون کی کیفیت کا ظہور ہے۔ اسی طرح لطیفہ سر کی فناء پر اللہ تعالیٰ کی صفات کے شیونات و اعتبارات کا ظہور ہے اس کی تاثیر طمع اور حرص کے خاتمے نیز دینی اُمور کے معاملے میں بلا تکلّف مال خرچ

[1] النساء، 79:04

کرنے اور فکرِ آخرت کے جذبات کی بیداری سے ظاہر ہوتی ہے۔ لطیفہ خفی کے ذکر سے انسان کے اندر صفات سلبیہ (صفات سلبیہ: سے مراد وہ صفات ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے خود یا رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ان کی اپنی ذات سے نفی کی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف نیند کی نسبت نہیں کی جاسکتی) کا ظہور ہے۔ اسکی تاثیر حسد و بخل اور کینہ و غیبت جیسی امراض سے نجات حاصل ہو جانے سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور لطیفہ اخفیٰ میں اللہ تعالیٰ کی شان جامع کا نور آتا ہے۔ اسکی تاثیر تکبر، فخر و غرور اور خود پسندی جیسی مُہلک باطنی امراض سے رہائی پانے اور مکمل حضور و اطمینان کے حصول سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے[1] ہیں مرشد کی نسبت اور توجہ (شیخ یا مرشد کا اپنی قوت ارادی اور قلبی طاقت سے سالک کے دل پر اثر ڈال کر اس کی باطنی حالت میں تبدیلی پیدا کر دینا توجہ کہلاتا ہے شیخ سلوک کی منزلوں میں توجہ کے ذریعے لطائف پر فیض القاء کرتا ہے) سے ان لطائف کا ذکر میں آنا گویا کہ مرید کے باطن کا استنجا ہے یعنی کے فرمان رسول کے مطابق ابھی اس کے باطن کی نجاست دور ہوئی ہے اس کے بعد مرشد کی توجہ اور اذن سے مرید کے اندر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ذکر نفی اثبات کا القاء ہوتا ہے اور یہ ذکر نفی اثبات گویا کہ باطن کا وضو ہے اور اگر مرید اس امانت کا (ذکر نفی اثبات) صحیح طریقہ سے عامل ہو تو یہ اس کے باطن کی صفائی کے ذرائع میں سے ہے۔ (اس موضوع کی تفصیل کے لیے دیکھیے ہماری تصنیف الاربعین فی فضل الذکر والتقرب الی اللہ تعالیٰ)

حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: أَفْضَلُ الذِّكْرِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ[2]

[1] مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب 21، 502 سنن ابی ماجه، کتاب الأدب باب فضل الحامدین (حدیث نمبر: 3800

ترجمہ: حضرت جابرؓ بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ افضل ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور افضل دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔

بندہ کلمہ پڑھ کر ایمان لاتا ہے اسلام میں داخل ہوتا ہے اللہ کو ماننے والا بنتا ہے معبودان باطلہ کو چھوڑ دیتا ہے جب اپنے نفس کے غلبے سے اس میں شریعت مطہرہ کو چھوڑ کر اپنی مرضی کے پیچھے چلنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے تو گویا اب اس کا باطن حالت کفر میں ہے (کفر بمعنی انکار) حالت انکار میں ہے تو اب یہ کلمہ لا الہ کا ذکر ہے جو اس کے باطن کو نفس کا حالت انکار سے نکال کر اطاعت میں ڈالنے کا ذریعہ توجہ اور اذن مرشد سے بنتا ہے۔

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ O

اور (آخرت کے) سفر کا سامان کرلو بے شک سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے اور اے عقل والو! مجھ سے ڈرتے رہو۔

(البقرۃ، 2: 197)

آفاتِ زبان کے علاج میں احتیاط - لزومِ صحبتِ مرشدِ کامل اور پابندیِ شریعت

کسی نعمت کا حصول اتنا اہم نہیں جتنا اس نعمت کو سنبھالنا ہے لہٰذا مرشد کامل، ذکر خدا کامل جانا بھی بڑی بات ہے لیکن ان کو سنبھالنا ملنے سے زیادہ اہم ہے جیسا کہ کھانا کھا لینا بڑی بات نہیں بلکہ اسکو ہضم کر لینا اصل بات ہے اسی طرح صحبت مرشد سے اور اس سے حاصل ہونے والے ذکر اور نور کو سنبھالنا اصل بات ہے۔ جب تک اس دل کے اندر یاد پختہ نہ ہو جائے اتنی دیر تک انسان سے باطنی امراض دور نہیں ہوتے۔ نبی پاک ﷺ کے ساتھ نسبت میں آنے والوں کے سینوں پر حضور ﷺ کا ہاتھ مبارک لگنے کی دیر تھی۔ اس نفس کو اللہ کی یاد آگئی اللہ کا ذکر جاری ہو گیا اس ذکر کی برکت سے اس کی اپنی مرضی چھوٹ گئی اور وہ اللہ کی مرضی میں ڈھلنا شروع ہو گئے یعنی کہ اس میں سے باطنی امراض دور ہوتے گئے اور اچھی صفات اس کی طبیعت کا حصہ بنتی گئیں برے اوصاف یعنی حرص، بخل، جبن اور کسل وغیرہ ان سے دور ہونا شروع ہوتے گئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور خشیہ الٰہی میں آکر تقوی و طہارت والے بندے بن گئے ۔اس نسبت اور دوامِ صحبت نے ان کو معرفت خداوندی عطا کر دی، اور اس کی وجہ سے ان کے نفس اطاعت والے بن گئے تھے۔ اسلئے نفس کی شر سے محفوظ ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ مرشد کامل کے ساتھ ادب اور محبت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس صحبت اور سنگت کو اپنی ہر چیز سے زیادہ مقدم جانے۔ سالک کو نسبت میں آنے کے بعد اپنے نفس کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے لگاتار اپنے مرشد کیساتھ محبت کا قائم رہنا لازم ہے۔ اس لئے صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو اصلی حقیقی مرشد کی صحبت سے مزین تھے ان کا فرمان ہے۔ کہ ابھی ہم نے حضور ﷺ کو قبر میں ڈالا ہی تھا تو ہمارے دل اس طرح ہو گئے جیسے سورج کے سامنے بادل آگئے ہوں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِى دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَىْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِى مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَىْءٍ وَلَمَّا نَفَضْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْأَيْدِى وَإِنَّا لَفِى دَفْنِهِ حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا[1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب وہ دن ہوا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (پہلے پہل) مدینہ میں داخل ہوئے تو اس کی ہر چیز پر نور ہو گئی، پھر جب وہ دن آیا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو اس کی ہر چیز تاریک ہو گئی اور ابھی ہم نے آپ کے دفن سے ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے کہ ہمارے دل بدل گئے۔

ہم سب کیلئے یہ بات سوچنے کی ضرورت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری پردہ پوشی کے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی یہ حالت تھی۔ تو ہماری کیا حالت ہونی چاہیے جب ہم اپنے کامل شیخ کے سامنے رابطے میں نہ ہوں پھر ہمارے قلوب کی کیا کیفیت ہو گی اور کیا ہونی چاہیے۔

اس لئے اس نفس کے کنٹرول کیلئے جو چیزیں ہونی چاہیے وہ ہے اخلاص، محبت، ادب، قربِ شیخ اور ان پر استقامت پھر اماناً اس کیلئے ذکر و اذکار کی دولت کی طرف توجہ دینا اور ان سب سے بڑھ کر قول و فعل کے حرام سے بچنا تاکہ ان صفات کی معرفت ملتی جائے اور ذات سے محبت بڑھتی جائے اور یہ دوامِ صحبتِ شیخ کے بغیر ممکن نہیں۔ مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید کا مطلب "مردہ" یہ اپنے پیر کے ہاتھ میں اس طرح ہو جیسے غسال کے ہاتھ میں مردہ، اور یہی محبت کا تقاضا ہے۔ بقول شاعر

مٹادے اپنی ہستی کو اگر کوئی مرتبہ چاہتا ہے
دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

---

[1] اخرجه ترمذی فی الصحیح، کتاب ابواب المناقب عن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب من فضل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث نمبر: 3618

نسبت میں آنے کے بعد پھر اپنی مرضی نہ کرے بلکہ اپنا آپ مرشد کے حوالے کر دے، موم بن جائے پھر دیکھے کہ نسبت کی تاثیر کس طرح اس کو اپنی مرضی سے نکال کر صبغۃ اللہ کے رنگ میں ڈھال دیتی ہے ۔ سمجھنے کے لئے لچکدار کپڑے کی مثال ذہن میں رکھیں، درزی جب لچک والے کپڑے سے قمیص تیار کر رہا ہوتا ہے تو کاٹتے وقت کپڑا اپنی لچک کی وجہ سے ایک جگہ نہیں رہتا اس وجہ سے اس بات کا احتمال ہوتا ہے کہ سانچے (سیمپل) کے مطابق کٹنے میں فرق آجائے، اسی فرق کی وجہ سے سلنے کے بعد قمیص میں نفاست کے بجائے بے ڈھنگا پن نظر آتا ہے، اس کے برعکس سوتی کپڑا کاریگر کے کاٹتے وقت بالکل نہیں ہلتا بلکہ کاریگر کی مرضی کے مطابق بمثل مردہ اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور جب قمیض تیار ہوتی ہے تو دیکھنے والی ہوتی ہے اسی طرح مرید بھی بمثل مردہ اگر مرشد کے ہاتھ میں ہو اس کی مرضی پر چلنے والا ہو تو ہی اس کا کام بنتا ہے وہ اپنی مرضی سے نکل کر کماحقہٗ احکامات خدا پر چلنے والا بنتا ہے۔

جس طرح ہیٹر کے پاس بیٹھنے سے گرمی محسوس ہوتی ہے اور ٹھنڈک کا احساس کم ہوتا ہے اور ائر کنڈیشن کے پاس بیٹھنے سے ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے اور گرمی کا احساس کم ہوتا ہے یوں ہی تائب کی صحبت میں ادب اور محبت سے بیٹھنے سے توبہ، خشیہ الٰہی والے کی صحبت میں ادب اور محبت سے بیٹھنے سے خشیہ الٰہی، گناہوں سے پاک بندے کے صحبت میں ادب اور محبت سے بیٹھنے سے گناہوں سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور اَفعال رذیلہ سے نجات ملتی ہے۔ فرمان رسول ﷺ کے مطابق بندے کے دل میں قلب میں اللہ کی یاد کا، اللہ کے ذکر کا پودا لگنے سے اس کو تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہونا شروع ہوتا ہے لیکن صرف پودا لگنے سے کام نہیں بنتا، فائدہ تو تب ہوتا ہے جب وہ پودا پھل دے، قلب میں اور دیگر لطائف میں نسبت کے بعد جو ذکر الٰہی کا پودا لگتا ہے اس کا پھل اخلاص والے، اللہ کی قبولیت والے نیک اعمال ہیں صرف پودے لگانے سے پھل ملنا نہیں شروع ہو جاتا ہے بلکہ اس میں تگ و دو محنت اور وقت لگتا ہے۔ آم کا درخت بھی لگایا جائے تو اس پر پھل آنے میں کئی سال لگتے ہیں وہ بھی اس صورت میں جب مالی

کی توجہ، اس پودے پر رہے وہ اس پودے کو وقت پر کھاد اور پانی دیتا رہے فالتو شاخوں کی تراش خراش کرتا رہے بیماریوں سے بچاؤ کے لیے اسپرے کرتا رہے اسی طرح مرید بھی اگر مرشد کے پاس آکر ذکر حاصل کرلے لیکن بعد میں رابطہ نہ رکھے مرشد کے پاس آنا جانا نہ رکھے اس کی توجہ اور نظر میں نہ رہے تو اس کا بھی تربیت و تزکیہ نہیں ہوتا نسبت میں آنے کے بعد مرشد کے پاس آتا جاتا رہے تو مرشد کی توجہ سے اس کے ذکر کے بوٹے کو پانی ملتا رہتا ہے ذکر پھلتا پھولتا رہتا ہے۔ نفس کے جال اور دھوکے سے بچتا رہتا ہے اور جب اس پودے پر پھل آتا ہے تو پھر وہ بندگی میں ڈھلتا ہے سلطان العارفین حضرت سلطان باھو علیہ الرحمہ بھی اس بات کو بیان فرماتے ہیں

الف اللہ چنبے دی بوٹی، من مرشد وچ لائی ھُو　　نفی اثبات دا پانی ملیا، ھر رگے ھر جائی ھُو

بوٹی اندر مشک مچایا، تے جان پھولن تے آئی ھُو　　جیوے مرشد کامل باھُو جھن اے بوٹی لائی ھُو

الغرض جس کو بھی جو ملا ہے اسکو اپنے مرشد کے وسیلے سے اور ان کو اپنے مرشد کی وسیلے سے یہ سلسلہ چلتا چلتا ذات مصطفیٰ ﷺ کی تقسیم سے ملا ہے۔ سالک کیلئے مرشد کامل کے ساتھ محبت اطاعت اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے صحبت میں بیٹھنے، استقامت اختیار کرنے، اقوال و افعال کے حرام کے بچنے اور تلقین کے مطابق ذکرِ الٰہی کرنے سے طبیعت کے امراض کا علاج میسر آتا ہے اور نفس کی شر سے بندہ محفوظ رہتا ہے۔ اللہ پاک اپنے حبیب مکرم ﷺ کے اور آپ ﷺ کے غلاموں کے وسیلے سے ہمیں زبان کی ان مہلک بیماریوں سے نجات عطاء فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

حرفِ آخر

الحمد للہ ثم الحمد للہ ہم محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور احسان سے اس کے محبوب رحمت عالم حضرت محمد ﷺ کی امت میں پیدا ہوئے۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں

> وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا[1]
>
> ترجمہ: بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا۔

دوسرا فرمان اقدس ہے

> إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الأَخْلَاقِ[2]
>
> ترجمہ: بے شک مجھے مکارم اخلاق کیلئے بھیجا گیا ہے۔

فقط علم (معلومات) سے انسان کامل ہدایت نہیں پا سکتا کہ اس کے ہدایت پانے میں رکاوٹ اس کا اپنا آپ ہی ہے۔ اس کی اپنی طبیعت، بناوٹ اور مزاج ہدایت قبول کرنے میں بڑی رکاوٹ ہے۔

ارشاد ربانی ہے

> لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ[3]
>
> ترجمہ: بیشک ہم نے انسان کو مشقت میں (مبتلا رہنے والا) پیدا کیا ہے۔
>
> إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا[4]

---

[1] اخرجه ابن ماجه، الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلموبَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ، حدیث نمبر: 229

[2] سنن الكبرى للبيهقي، حدیث نمبر: 20819

[3] البلد، 4:90

[4] الاحزاب، 73:33

بیشک وہ (انسان، اپنی جان پر) بڑی زیادتی کرنے والا (ادائیگیٔ امانت میں کوتاہی کے انجام سے) بڑا بے خبر و نادان ہے۔

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى[1]

ترجمہ: (مگر) حقیقت یہ ہے کہ (نافرمان) انسان سرکشی کرتا ہے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ[2]

ترجمہ: بیشک انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

آپ ﷺ کی ذات مقدس کے وجود مسعود کا نور ہی تھا جس نے آپ کی صحبت میں آنے والوں کو نہ صرف ان کے بھلے کی باتیں سنائیں بلکہ ان کی حکمت بھی بیان کی۔ اس کے علاوہ ان کے مزاج میں ایسا نور ڈالا جس نے ان کے اخلاق سنوار دیئے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ[3]

ترجمہ: ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے کر (دانائے راز بنادے) اور ان (کے نفوس و قلوب) کو خوب پاک صاف کر دے، بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

آپ ﷺ کی صحبت میں محبت و ادب سے آنے والوں کے نفوس اس نور اور روشنی سے منور ہو کر بری خصلتوں سے بچاؤ کا سبب بن جاتے تھے۔ اپنے اعمال اور اخلاق کے اعتبار سے ان لوگوں جیسی مثال

---

[1] العلق، 06:96

[2] العادیات، 06:100

[3] البقرۃ، 129:02

ڈھونڈنا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ان لوگوں کو أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ[1] کی کیفیت نسبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ایسی میسر آئی، یہ لوگ آپس کے معاملات کی ادائیگی میں اتنے اعلیٰ وارفع ہو گئے کہ حقوق وفرائض کی پاسداری میں ان کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں متعدد مرتبہ ان نفوس قدسیہ کو اپنی رضا کی سند عطا کی "رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ[2]" (ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے)

ختمِ نبوت کی شان والے، محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب اور نبی نہیں آئے گا۔ جیسا کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

--لَا نَبِيَّ بَعْدِي[3]

ترجمہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اب یہی کام امت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں سے انجام پذیر ہو رہا ہے جن کی صحبت سے مزاج منور ہوتے ہیں اخلاق سنوارتے ہیں اور اعمال اخلاص والے بنتے ہیں۔ قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیرات ان نفوس قدسیہ کے ذریعے بٹتی رہے گی۔ اپنے اپنے زمانے اور اوقات میں اللہ کے دوست اولیاء عظام، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں مخلوقِ خدا کی کامل ہدایت کا ذریعہ موجود رہے ہیں اور قیامت تک آتے رہیں گے،

ان ہی پاک ہستیوں کی شان میں، فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ

ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ۔ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ[4]

ترجمہ: ان (مقربین میں) بڑا گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا، اور پچھلے لوگوں میں سے (ان میں) تھوڑے ہوں گے۔

[1] سنن ابن ماجه، كِتَابُ السُّنَّةِ، بَابٌ فِي الْإِيمَانِ، حدیث نمبر: 63

[2] المائدة، 119:05

[3] سنن ابن ماجه، كِتَابُ السُّنَّةِ، بَابُ فَضْلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر: 121

[4] الواقعه، 14:56

اس آیتِ کریمہ کے مصداق ان نفوس قدسیہ کی نسبت ،ان کے صحبت اور سنگت لوگوں کے قلوب و نفوس کو حیات جاوداں عطا کر کے ان کو بندگی کے اسلوب میں ڈھالنے کا کار انجام دیتی رہے گی۔ ہم تاریخ میں دیکھتے ہیں کہ حضور غوثِ اعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت اور صحبت لوگوں کو اللہ کی بندگی اور توبہ میں ڈھال دیا کرتی تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کی نسبت اور سنگت نے لوگوں میں ایمان کی اصل کو قائم رکھا اور حضرت خواجہ خواجگان معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ کیمیا اور صحبتِ پراثر نے لاکھوں بندوں میں نورِ ایمان تقسیم کیا، قائم رکھا اور بندگان خدا کو اللہ کی اطاعت میں ڈھالنے کیلئے رہبر راہنما کا کردار ادا کیا۔

تحدیث نعمت کے طور پر اس دور میں ہمارے مرشد کریم دلیل السبل، خزینۃ الاسرار، مجدد عصر، حضرت ابو الحبیب اخندزادہ سیف الرحمٰن المبارک رحمۃ اللہ علیہ اورِ سیدی وسندی و مرشدی و مولائی، غوثِ زماں طبیبِ روحاں حضرت میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی دامت برکاتہم القدسیہ کی نسبت، صحبت اور سنگت ہزاروں لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنی ہے۔ اللہ ہمیں ایسی صحبتوں سے ہمیشہ مستفید رکھے اور ان کے طفیل رسول اللہ ﷺ کی معیت میں اپنے دیدار سے مشرف فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

اظہار تشکر

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ لَم یَشْکُرِ النَّاسَ لَم یَشْکُرِ اللهَ[1]

حضور نبی اکرم ﷺ کا اشاد مبارک ہے کہ جو شخص بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا (بھی) شکر ادا نہیں کرتا۔

میں اس کام میں اپنے تمام معاونین کا بے حد شکر گزار اور ان کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی شان کے مطابق صلہ عظیم، حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت اور اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی قربتیں، رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائے۔

باالخصوص اپنے جامعہ کے مفتی پروفیسر ڈاکٹر محمد معظم فراز محمدی سیفی، مفتی محمد بلال محمدی سیفی اور ہمارے جامعہ کی ڈنمارک برانچ کے مہتمم مفتی طارق محمد امین محمدی سیفی

اور ہمارے جامعہ کے سید طارف حسین شاہ محمدی سیفی، مولانا فضل احمد محمدی سیفی، مفتی محمد احسان الحق محمدی سیفی، مفتی توقیر الحسن شاہ مشہدی، مولانا محمد معصوم مجید محمدی سیفی، علامہ محمد عمران اقبال محمدی سیفی، مفتی وحافظ محمد رضا فراز محمدی سیفی، مولانا محمد رضوان محمدی سیفی اور دیگر احباب، اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر اور دین پر استقامت عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُکَ العَافِیَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالآخِرَةِ

(آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ)

[1] سنن الترمذی، أبواب البر والصلة باب ما جاء فی الشکر لمن أحسن إلیک، رقم: 1955

خانقاہ وجامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد

کے زیر اہتمام مطبوعات

سلسلہ اربعینات

01 دن کا معمول بمطابق فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

02 الأربعین فی التوبہ والاستغفار۔ اسلوب توبہ واستغفار۔ چالیس احادیث۔

03 الأربعین فی ختم النبوۃ بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ چالیس احادیث۔

04 الأربعین فی صفۃ صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ نمازِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ چالیس احادیث۔

05 الاربعین فی اسلوبِ الادبِ لِلوالدین۔ والدین کے ساتھ طرزِ ادب۔ چالیس احادیث۔

06 الأربعین فی معرفۃ النفس وتزکیتھا۔ نفس کی پہچان اور تزکیہ۔ چالیس احادیث۔

07 الأربعین فی احکام الصلوۃ۔ نماز کی فرضیت واہمیت۔ چالیس احادیث۔

08 الأربعین فی الصوم۔ روزہ کے احکام اور مسائل۔ چالیس احادیث۔

09 الأربعین فی الإعتکاف۔ اعتکاف۔ چالیس احادیث۔

10 الأربعین فی احکام الصلوۃ بالجماعۃ۔ نماز باجماعت کے فضائل واحکام۔ چالیس احادیث۔

11 الأربعین فی الوجد والحال۔ کیفیاتِ وجد وحال۔ چالیس احادیث۔

12 الأربعین فی احتیاج الی المرشد الکامل لحصول الاخلاص فی الطاعۃ۔
چالیس احادیث: مرشد کامل۔ حقیقت بندگی کے حصول کا ذریعہ

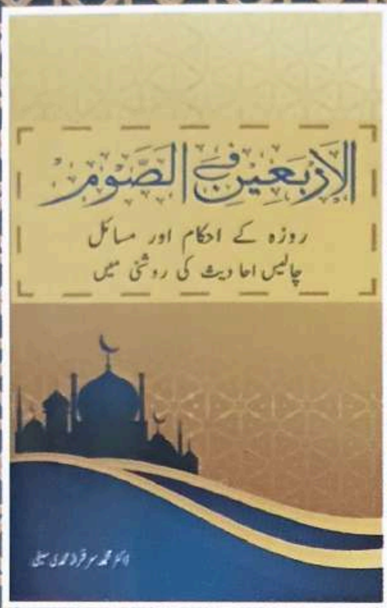
13 الأربعین فی آفات اللسان وعلاجھا۔ چالیس احادیث۔ زبان کی آفات اور اس کا علاج۔

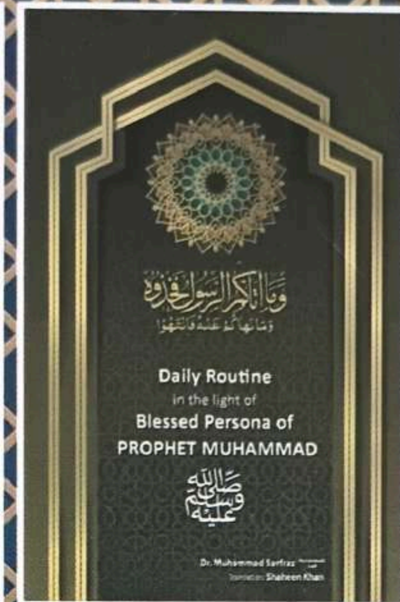
14 الأربعین فی فضل الذکر والتقرب إلی اللہ تعالیٰ۔ ذکر الٰہی اور تقرب الی اللہ۔ چالیس احادیث۔

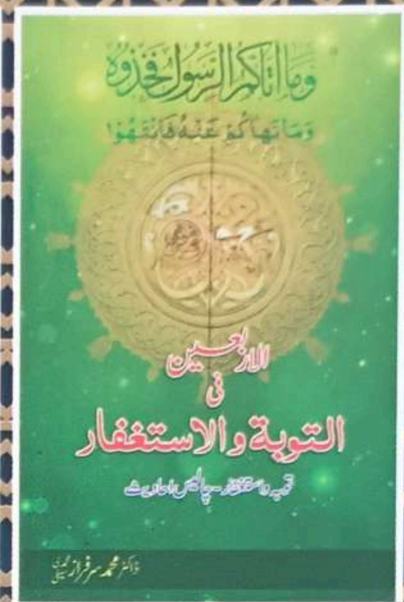
15 الأربعین فی الأعمال السیئۃ واصلاحھا (جزو اول)۔ چالیس احادیث: برے اعمال اور ان کی اصلاح

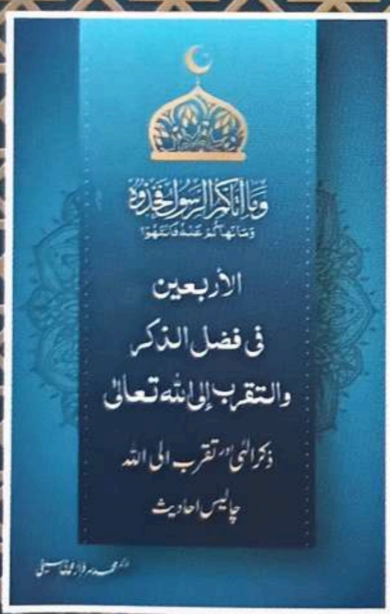
دیگر مطبوعات

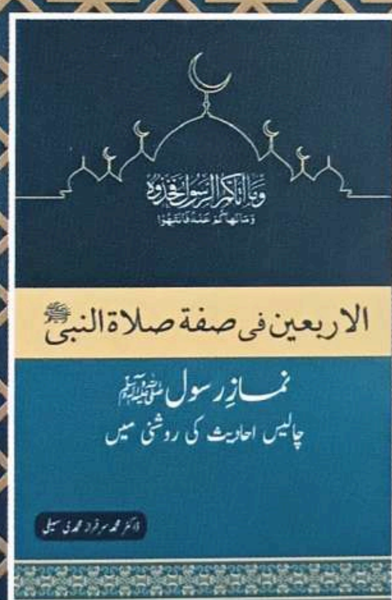
دیگر تصانیف

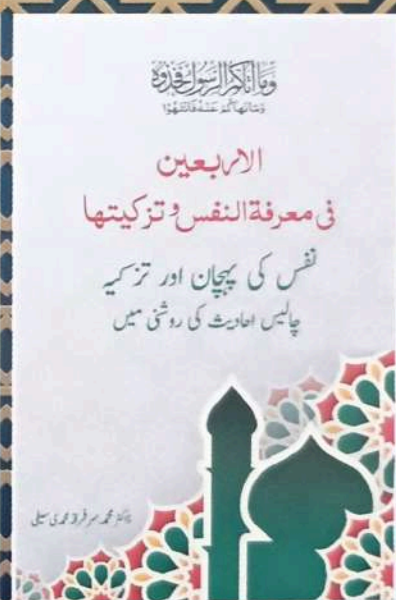












جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم ۔ اسلام آباد